ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

دسمبر ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر
پرنٹر
مطبع
مقام

کتابت

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۶۶ ہش

دسمبر ۱۹۸۷ء

فہرست

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

جلد نمبر ۲۸

شمارہ نمبر ۱۲

شرح چندہ

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ :- دو روپے

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- قاضی منیر احمد

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

کتابت :- حمید الدین

ادار یہ

ہم عرض جو کرتے تو شکایت ہوتی

حافظ صلاح الدین یوسف زیرِ عنوان "زوال پذیر قوم کو "سیرت گوئی" کی نہیں "سیرت سازی" کی ضرورت ہے"، رقمطراز ہیں :-

"مرکزی وزارتِ مذہبی امور کے تحت اسلام آباد میں اور محکمۂ اوقاف کے تحت صوبوں میں کئی سال سے ربیع الاوّل کے مہینے میں سالانہ سیرت کانفرنسیں بڑے تزک و احتشام سے ہو رہی ہیں بلکہ اب مرکزی اور صوبائی سطح پر خواتین کی سیرت کانفرنسیں بھی دو تین سال سے الگ ہو رہی ہیں اور اس دفعہ تو وزارتِ امورِ مذہبی کے زیرِ انتظام ایک محفلِ نعت کا بھی انعقاد عمل میں آ رہا ہے۔ اِن کانفرنسوں میں عالمِ اسلام کے ممتاز رہنما، علماء و فضلاء اور مفکرین و اہلِ قلم شرکت کرتے ہیں جن کی آمد و رفت اور مہمان نوازی پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے.....

.....لیکن (قطع نظر بعض دوسری اہم باتوں کے) اِس سلسلے میں اصل سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انسانیت ساز کردار اِس لائق ہے کہ سب مسلمان اس کو اپنائیں اور اس کو اختیار کریں ؟ یا اس کی حیثیت صرف یہ ہے کہ سال بہ سال آپؐ کی ولادت کے موقع پر آپؐ کے ان محاسن و تعلیمات کا زبانی اظہار کر کے عقیدت و تحسین کے چند پھول آپؐ کی ذاتِ گرامی کو پیش کر دیئے جائیں اور بس، اگر آپؐ کی سیرت صرف موضوعِ گفتار ہی ہے تو پھر ہم میں اور غیر مسلموں میں کیا فرق رہا ؟ گفتار کی حد تک تو غیر مسلم بھی آپؐ کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کارناموں کو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں جو جلسہ ہائے سیرت میں بیان کئے جاتے ہیں۔

اور اگر آپؐ کی سیرت اِس لائق ہے کہ اس سے صرف زبان و بیان کی محفلوں کو ہی سجانے کا کام نہ لیا جائے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عملاً وہ سیرت و کردار بھی اپنایا جائے جن سے آپؐ نے دُنیائے انسانیت کو روشناس کیا تو ہمیں بتلایا جائے کہ پھر آخر ہماری سرگرمیاں جلسہ و جلوس تک ہی محدود ہو کر کیوں رہ گئی ہیں ! ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانے کے لئے

کیوں تیار نہیں ہوتے ؟ اور جس حساب سے زبانی عقیدت کا جوش و خروش ظاہر کیا جا رہا ہے اسی حساب سے ہمارا عمل و کردار پست تر کیوں ہوتا جا رہا ہے ؟ آپؐ کے "جشنِ ولادت" پر جس حساب سے "چراغاں" کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی حساب سے ہماری دلوں کی دُنیا کیوں تاریک تر ہوتی جا رہی ہے ؟ آپؐ کے محاسن و فضائل کی گونج سے ہمارے اپنے ہی کان کیوں بے بہرہ ہیں ؟ اور آپؐ کی سیرت و کردار کی اُس روشنی سے جس سے سارا عالم بُقعۂ نور بنا، ہماری اپنی ہی آنکھیں کیوں محروم ہیں ؟

بہرحال مقصد ہمارا اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اصل چیز عمل ہے اس کے بغیر محض زبانی عقیدت و محبّت کا اظہار کوئی چیز نہیں۔

؎ تَعْصِی الْاِلٰـہَ وَتُظْھِرُ حُبَّہٗ
هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ
لَوْ کَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَہٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ یُطِیْعٌ

چند سالوں سے ایک فرقے نے "عقیدت و محبّت" کے عنوان سے جو دھما چوکڑی مچا رکھی ہے کہ یومِ ولادت پر جلوس نکالا جاتا ہے جس میں دُنیا بھر کی خرافات روا رکھی جاتی ہیں، جھنڈے بجائے جاتے ہیں، فلمی دُھنوں پر نعتیں پڑھی جاتی ہیں، بھنگڑا ڈالا جاتا ہے اور ڈھولک کی تھاپ پر رقص کیا جاتا ہے، بھلا اِن چیزوں کا اِسلام سے کیا تعلق ؟ اسلام نے تو ان سب چیزوں کو مٹایا تھا اب پھر پیغمبرِ اسلامؐ کے نام پر ہی ان خرافات کا احیاء کس قدر شوخ چشمانہ جسارت ہے۔ ضرورت تو اِس بات کی تھی کہ حکومت جس کا دعویٰ ہے کہ اسلام اس کا دین ہے، ان ایجادِ بندہ رسومات کا سدِّ باب کرتی اِس لئے کہ اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں یومِ میلاد النبیؐ کو کوئی حیثیت نہیں دی گئی نہ کوئی مولود کو جانتا تھا، نہ کوئی اس کو "پڑھتا" تھا نہ "مناتا" تھا۔ عہدِ نبویؐ، صحابہؓ، تابعینؒ حتّٰی کہ چاروں مذہبوں کے امام ان کے تلامذہ رحمہم اللہ سے کوئی اس کی اصل نہیں ملتی اور ایسے دین کے نام پر کئے گئے کام اسلام میں بدعت کہلاتے ہیں، ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ایسی بدعات کا قلع قمع کرے لیکن افسوس کہ موجودہ "اسلامی" حکومت کے طرزِ عمل سے ان "رسومات" کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔

..... اِس لئے ہم وزارتِ مذہبی امور، محکمۂ اوقاف اور حکومت کے دیگر اہم ذمّے داروں

سے عرض کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جذباتی وابستگی کے مظاہرے سے کچھ بلند ہو کر سیرتِ نبوی کو عملاً اپنانے کی شدید ضرورت ہے۔ ہمارا ملک اخلاقی زوال کی انتہاء کو پہنچ چکا ہے قبر پرستی کی صورت میں کاروبارِ لات ومنات عروج پر ہے، رنگ ونسل اور زبان کے وہ بُت جن کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے پاش پاش کر دیا تھا، ہم نے نہ صرف پھر اپنے حریم دل کے طاقوں میں سجا لئے ہیں بلکہ ان کی پرستش بھی کر رہے ہیں جس کا مظاہرہ ومشاہدہ کراچی میں متعدد مرتبہ ہو چکا ہے۔

اِن حالات میں بہ بانگِ دُہل مجمع لگا کر لوگوں کو یہ سُنانا کہ ہمارے پیغمبرؐ نے یہ یہ کارنامے انجام دیئے جب کہ خود ہماری اپنی زندگی کا ایک ایک عمل، ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت پیغمبرِ اسلام کے کارناموں پر خطِ نسخ پھیر رہی ہو، کون سا دانشمندانہ فعل ہے؟ اور یہ عقل وفہم کا کون سا صحیح استعمال ہے کہ نسخۂ کیمیا بھی موجود ہو اور مریضِ جاں بلب بھی سامنے پڑا کراہ رہا ہو لیکن ہم اس نسخۂ کیمیا سے جاں بلب مریض کا علاج کرنے کی بجائے اِس امر کا اہتمام کریں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کا اجتماع کر کے ہم ان کے سامنے اس نسخۂ کیمیا کے وہ اثرات ونتائج اور فوائد بیان کریں جو آج سے چودہ سَو سال پہلے جاں بلب قوم کو اس کے استعمال سے حاصل ہوئے تھے۔

ہماری اس حرکت سے دُنیا یا تو ہمیں ہی احمق تصوّر کرے گی یا پھر اُن کارناموں کو ہی داستان طرازی سمجھے گی جو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں اور جو سیرت کانفرنسوں کا خاص موضوع ہوتے ہیں۔ بہر حال اخلاقی انحطاط سے دوچار قوم کو سیرت گوئی کی نہیں سیرت سازی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اگر کچھ کر سکتے ہیں یا کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو سیرت سازی کا یہ کام کریئے! ع

اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں بابا"

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور جلد ۱۳ شمارہ ۴۵ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۴،۳)

ماہنامہ الفاروق اپنے اداریہ زیرِ عنوان "ملک وملّت کے ساتھ یہ مذاق کب تک؟" رقمطراز ہے:-

"..... اِس مملکتِ خداداد میں ہندو مسلم کا فرق کچھ اس طرح ختم کر دیا گیا ہے کہ بے شمار مسلم گھرانوں میں آج کفار پرورش پا رہے ہیں۔ اِس چالیس سالہ دَور میں ہماری نئی نسلیں اللہ ورسول سے علانیہ بیزاری کے اظہار پر جری ہو گئی ہیں۔ قرآن وسُنّت کے نظام کو فرسودہ قرار دینے میں انہیں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ احکامِ اسلام کا مذاق اُڑانا آج کا فیشن بنا ہوا ہے۔ حکومتوں کے ایوانوں

اور اعلیٰ سوسائٹی سے لے کر مزدور اور محنت کش طلبہ و اساتذہ اور دانشور سب اسی ہرزہ سرائی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ سیاست میں عمل دخل رکھنے والے ایسے حلقے پوری آزادی کے ساتھ میدان میں ہیں جو نظریۂ پاکستان کی نفی کرتے ہوئے لادینی نظامِ زندگی کے علمبردار ہیں اور پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کے مدعی ہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی یہاں کھُلی چھُٹی ملی ہوئی ہے جو اشتراکیت کے پُرجوش داعی ہیں اور روس اور چین کے نظام کو نافذ کرنے کے درپے ہیں معلوم نہیں ملک و ملّت کے ساتھ یہ مذاق کب تک جاری رہے گا۔ سامنے کی بات ہے کہ اگر یہی کچھ مقصد ہے اور لادینی نظام ہی کو ترجیح دینا ہے تو تقسیم برصغیر کی فضول حرکت کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ سیکولر نظام تو بھارت میں بھی موجود ہے تقسیم کے نتیجہ میں جو قتل و غارت گری، فساد اور انتقال آبادی اور ملکی معیشت پر بے تحاشا بوجھ جیسے رُوح فرسا واقعات کو کس لئے گوارا کیا گیا۔ یہ سب کچھ تو اسلام کی خاطر ہی گوارا کیا گیا تھا جب وہ ہی نہیں تو پھر یہ تقسیم لغو بلکہ سابقہ اور حالیہ دونوں ملکوں کے خونی حادثات کو دیکھتے ہوئے مضر ماننی پڑے گی۔

اربابِ اقتدار کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ اسلام اسلام پکارتے ہوئے ان کے گلے خشک نہیں ہوتے لیکن ان کے دلوں میں اس کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں۔ غضب خدا کا جو لوگ نفاذِ اسلام کے بلند بانگ دعاوی کے ساتھ ووٹ لے کر اقتدار کے شیش محل میں پہنچے ہیں وہ کھُلے بندوں اسلام کی نفی کر رہے ہیں۔ عام وزیروں کو چھوڑئے مذہبی امور کا وزیر بھی اسی لے کی رٹ لگا رہا ہے۔......

آج چالیس سال کے بعد جب پاکستان کی تاریخ پر نظر جاتی ہے تو سوائے مکر و نفاق اور دجل و فریب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ کبھی بھی سنجیدگی کے ساتھ نہ یہاں قرآن و سُنّت کا نظام نافذ کرنے کی کوشش کی گئی نہ عدل و انصاف کی حکمرانی قائم ہوئی نہ اسلامی علوم کی سرپرستی کی گئی اور نہ اسلام کو بالادستی عطا کی گئی بلکہ اس عرصے میں غیر اسلامی نظامِ تعلیم اور فرنگی معاشرت و ثقافت کے ذریعے ۳ نسلیں وہ تیار کی گئی ہیں جو اسلام کے متعلق یا تو شک و شبہ کا شکار ہیں یا پھر کھُلم کھُلا بغاوت پر آمادہ ہیں ان کی تیاری پر قوم کا قیمتی سرمایہ اربوں کھربوں کی تعداد میں صرف کیا گیا ہے اور تا حال کیا جا رہا ہے نتیجہ سامنے ہے اسلام سے لاتعلق بن جانے اور اغراض و مفادات کا پابند ہو جانے کا ثمرہ ہے کہ ایک بازو کٹ گیا اور پاکستان ٹوٹ کر آدھا رہ گیا اور جو آدھا رہ گیا ہے وہ انتشار و خلفشار کا شکار ہے۔ (شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان "الفاروق" صفر ۱۴۰۷ھ)

(الفاروق کراچی شوال المکرم ۱۴۰۷ھ شمارہ نمبر ۱ جلد ۲ صفحہ ۳ تا ۵)

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں

دُنیا و دیں کی کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ، سچ کی تو عادت نہیں رہی
نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

سَو سَو ہے گند دِل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی

خوانِ تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
دِیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبّت نہیں رہی
دِل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

سب پر یہ اِک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اِک پھوٹ پڑ رہی ہے مودّت نہیں رہی

تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دُعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دِل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دِل نہیں

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دِل میں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفّاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
اُس یار سے بشامتِ عصیاں جُدا ہوئے

(دُرِّ ثمین)

خلاصہ خُطباتِ حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۸۷ء بمقام پورٹ لینڈ امریکہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو پورٹ لینڈ میں بَیتِ رضوان میں نمازِ جمعہ کے ذریعہ اِس کا اِفتتاح فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے معاملات کے وقت غیر معمولی احسانات پر اللہ تعالیٰ کا انتہائی شُکر ادا کرنا چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ممکن ہی نہیں ہے کہ انسان ہر لمحے میں ہر لمحے کا حق ادا کرسکے۔ بیتِ رضوان کی تعمیر کے سلسلہ میں فرمایا، آج بھی اُن لمحات میں سے ایک لمحہ ہے جس کے شکر کا حق ہم ادا نہیں کرسکتے۔

آپ نے فرمایا اگر بیوت الذکر کی تعمیر کا شکر ادا کرنا ہو تو عبادت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے شکر کا سب سے بہتر ذریعہ ہی یہی ہے کہ انسان ہر ایسے موقع پر جب خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے گھر تعمیر کیا جائے تو عبادت کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کریں اِس سے زیادہ شکر کسی اور طریق سے ادا نہیں ہوسکتا۔

بیتِ رضوان کی تعمیر کے سلسلہ میں اِن کلمات کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے تحریکِ جدید کے چاروں دفاتر کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ حضور نے فرمایا پاکستان میں مجاہدینِ تحریکِ جدید کی تعداد چھیاسٹھ ہزار پانچ صد پینتالیس تھی اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ستّر ہزار ایک صد ستّر تک پہنچ چکی ہے۔ حضورِ انور نے "دفتر" کی اصطلاح کا ذکر کیا اور فرمایا چاروں دفاتر سے مراد یہ ہے کہ جس وقت تحریکِ جدید کا اعلان ہُوا تھا وہ خوش نصیب جو اُس وقت شامل ہوئے تھے اُن کی جتنی تعداد تھی وہ ایک دفتر کے سپرد ہے جو دفترِ اوّل کہلاتا ہے جن کی تعداد قریباً پانچ ہزار تھی۔ دفترِ دوم دس سال بعد قائم کیا گیا۔ حضرت مصلح موعود نے یہ دفتر اِس لئے قائم کیا کہ پہلے لوگ اِس عرصہ میں ایک نئی نسل پیدا کرچکے ہیں۔ پہلوں کو ایک الگ امتیاز دینے کی خاطر بھی اور نئے نوجوانوں کو دوبارہ موقع دینے کی خاطر ایک الگ دفتر قائم کیا تھا۔ دفترِ سوم کا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے تیئس سال قبل آغاز فرمایا اور پھر دفترِ چہارم کا آغاز آج سے

دو سال قبل مَیں نے کیا۔

آپ نے دفتر اوّل کے بارے میں فرمایا کہ تین سال قبل مَیں نے تحریک کی تھی کہ وہ سب خاندان جن کے بزرگ اِس دفتر میں شامل تھے اپنے بزرگوں کی یادیں زندہ رکھنے کے لئے اور ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کے لئے قیامت تک یہ عہد کریں کہ وہ ان کے نام پر تحریکِ جدید کا چندہ ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے۔ اِس تحریک کے نتیجہ میں دفتر اوّل کے کھاتوں میں کچھ اضافہ ہوا لیکن تحریکِ جدید نے کئی بار لکھا ہے کہ ہمارے پاس وہ ذرائع نہیں جس سے بعض بزرگوں کی اولاد کے بارہ میں معلوم کر سکیں۔ اِس ضمن میں تحریکِ جدید کو نصیحت کی گئی تھی کہ وہ ان بزرگوں کے نام و پتے جہاں تک اکٹھے کر سکتے ہیں شائع کر کے دُنیا کی ساری جماعتوں تک بھجوائیں لیکن اِس میں کوتاہی ہوئی حضور نے یہ کام اب شعبہ مال کی بجائے تحریکِ جدید انجمن کے سپرد فرمایا ہے کہ وہ اِس کام کو سرانجام دیں۔

حضورِ انور نے سبقت لے جانے والی جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں مشکلات کے باوجود جماعتوں کا قدم ترقی کی طرف ہے۔ آپ نے پاکستان کی جماعتوں کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دُور فرمائے اور ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے اور دین و دُنیا کی حسنات سے نوازے۔

حضور نے تحریکِ جدید کے بجٹ کی تفصیل میں بتایا کہ ابھی وصولی کے چند ماہ باقی ہیں حضور نے اِس توقع کا اظہار فرمایا کہ انشاء اللہ اِس عرصہ میں سارا وعدہ وصول ہو جائے گا اور حسبِ روایات جماعت کا قدم آگے بڑھے گا۔ آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین تحریکِ جدید کی تعداد میں نمایاں اضافہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ امید ہے آئندہ سال اِس بات پر غیر معمولی زور دیا جائے گا کہ ہر احمدی مرد، عورت اور بچہ جہاں تک ممکن ہے تحریکِ جدید کی قربانیوں میں حصّہ لے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کرے جماعت ہر پہلو سے خدا کی نظر میں ترقی کرے اور ہماری رپورٹوں کی نظر سے نہیں بلکہ خدا کی نظر ہمارے ہر شعبے پر محبّت اور پیار سے پڑ رہی ہو یہ بندے میری خاطر کام کرتے ہوئے ہر شعبے میں میرے قریب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ر نومبر ۱۹۸۷ء بمقام کیلگری کینیڈا

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سُورۃ الفتح کی آخری آیات

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اِن آیات میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے دو نقشے کھینچے گئے ہیں پہلے دَور کا نقشہ تورات کے حوالہ سے بیان کیا ہے جو محمد رسول اللہ کا پہلا جلوہ مثیلِ موسیٰ کے طور پر تھا اور دوسرے دَور کا نقشہ انجیل کے حوالہ سے بیان کیا ہے جو احمد کے نام کے جلوے سے موسوم ہے اور جلوۂ مسیحیت کی طرح نرم شان والا جلوہ ہے اور جماعتِ احمدیہ کا مقام دوسرے فرقوں سے ایک امتیاز رکھتا ہے اور اِس پہلو سے جماعت کو اپنے مقام کے لحاظ سے اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے اور اُس مقام سے جو توقعات وابستہ ہیں اُن پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اِس آیت کے دوسرے مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو زرّاع یعنی کھیتی لگانے والے قرار دیا ہے لیکن ہر احمدی کو اپنے مقام کا علم نہیں جس کی وجہ سے ہم نے بہت نقصان اُٹھایا ہے فرمایا ہر احمدی سے جب مَیں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ دعوت الی اللہ کرے اور خدا کی راہ میں کھیتی اُگائے اور رُوحانی اولاد پیدا کرے تو لوگ سمجھتے ہیں اسے جنون ہو گیا ہے کہ بار بار دعوتِ اِلی اللہ کی طرف توجہ دلاتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہر ایک پر دعوت اِلی اللہ فرض نہیں ہے فرمایا لیکن اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بننا ہے تو پھر ضرور فرض ہے اور ہر شخص پر فرض ہے چونکہ قرآن کریم نے جو تعریف بیان فرمائی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی ساتھی شمار ہوں گے جو خدا کی راہ میں کھیتی اُگائیں گے اور پھر اُس کی پرورش خود کریں گے یہاں تک کہ وہ کھیتی توانا ہو جائے تو ہر جگہ پر وہ احمدی جو دعوتِ اِلی اللہ کا کام کرتا ہے اُس کا قرآن کریم کی اِن آیات میں ذکر موجود ہے فرمایا اگر قرآن کریم کی تعریف کی رُو سے آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنتے ہیں تو آپ کو لازمًا خدا کی راہ میں کھیتی اُگانی ہوگی اور نئے نئے روحانی بچّے پیدا کرنے ہوں گے اور جب آپ ایسا کریں گے تو قرآن کہتا ہے کہ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کہ دشمن اس پر لازمًا غصّہ کھائے گا لیکن وہ غصّہ خوف دلانے کے لئے نہیں بلکہ تمہاری کامیابی کا سرٹیفکیٹ ہے اور تمہیں مطمئن کرنے والی بات ہے کہ تم خدا کے فضل سے صحیح رستہ پر ہو۔ فرمایا اِس آیت میں جو مثال بیان کی گئی ہے وہ ساری جماعت پر اطلاق پاتی ہے اور جماعت ایک کھیتی کے طور پر ہے اور خلیفۂ وقت کے بعد تمام امراءِ جماعت تمام مربّیان سلسلہ زرّاع کے طور پر ہیں جو جماعت کو نصائح کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ مضبوط ہو اور جلد جلد بڑھے اور توانا ہو کر اپنی مرکزی ڈنڈی پر اپنی ذات میں اِس طرح قائم ہو جائے کہ دشمن کی دشمنیوں سے بے نیاز ہو جائے۔ فرمایا جس طرح زمینوں کے مختلف ردِّ عمل ہوتے ہیں بعض بیج کو جلدی قبول کر لیتی ہیں اور جلدی پھل اُگاتی ہیں لیکن بعض زمیندار کی محنت کو قبول نہیں کرتیں اِسی طرح مختلف جماعتوں میں یعنی کھیتی کے بعض حصّوں میں مختلف ردِ عمل دکھائی دیتے ہیں بعض چھوٹے ممالک اور جماعتیں کھیتیاں اُگانے میں بہت زرخیز ہیں جیسا کہ افریقہ کے بعض ممالک اور ناروے میں بھی محنت پھل لا رہی ہے اور بہت سے عرب جماعت میں داخل ہو رہے ہیں لیکن کینیڈا کی زمین سخت نظر آتی ہے

یہاں سے جواب نہیں ملتا جس طرح کھیت میں بیج ہر طرف پھیلایا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی نیک نصیحتوں کا بیج ڈالا جا رہا ہے لیکن اُگتے بہت تھوڑے ہیں لبیک کہنے والوں کی تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ کیا واقعہ ہے۔ فرمایا جب جماعت کا دورہ کرتا ہوں تو اُن میں مجھے اخلاص بھی بہت دکھائی دیتا ہے دین سے محبت اور نیک تمنائیں بھی نظر آتی ہیں لیکن جب دعوت الی اللہ کی طرف بلاتا ہوں تو عجیب بات ہے کہ خاموشی دکھائی دیتی ہے اِس لئے اپنی کچھ فکر کریں اور سوچیں کہ کیا وجہ ہے آپ اُن لوگوں میں کیوں شامل ہونے کی تمنا نہیں رکھتے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے بہت ہی خوش نصیب لوگ ہیں جن کا خدا کے کلام میں ذکر ہے۔ سوچیں تو سہی کتنا عظیم الشان مقام ہے۔ فرمایا یہ اتنا مشکل کام نہیں جو بھی اخلاص سے کوشش کرتا ہے اُس کا پھل اُس کو ضرور ملتا ہے۔ ہر شخص کے لئے دعوتِ اِلی اللہ کا رستہ کھُلا ہے اور اس کے اِتنے مواقع دُنیا میں پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ اگر ایک شخص بیدار مغزی کے ساتھ رستے تلاش کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ خود رستے مہیّا فرما دیتا ہے۔

فرمایا جس طرح کھیتی کے بعض کمزور حصے بار بار محنت پر ضرور پھل دیتے ہیں اسی طرح دعوت اِلی اللہ کے کام میں بھی بار بار یاددہانی اور محنت سے ضرور پھل ملیں گے اِس لئے امراء جماعت خواہ کسی ملک کے ہوں، متعلقہ سیکرٹریان کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ایک یا دو دفعہ نصیحت سے کام نہیں چلے گا بلکہ اِس کام کو ہر مہینے مجالس عاملہ کی میٹنگز میں ضرور ایجنڈے میں رکھا جائے اور دعوت اِلی اللہ کے کام کا جائزہ لیا جائے کہ کیا کام کیا ہے، کہاں مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا اگر آپ امامِ وقت کی ہدایات کو تخفیف کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ سے برکتیں اُٹھ جائیں گی۔ اگر آپ اخلاص اور سنجیدگی سے توجہ دیں گے خواہ آپ کو سمجھ آئے یا نہ آئے تو آپ کے کاموں میں غیر معمولی برکت پڑے گی۔

حضور نے فرمایا بعض جماعتوں میں گنتی کے لوگ ہیں جو کام کرتے ہیں اور ساری جماعت ان کے کام کی وجہ سے اپنے پر فخر کرتی ہے اور مطمئن ہے کہ کام ہو رہا ہے۔ فرمایا آپ دوسروں کے شکار سے کیوں کھاتے ہیں خدا کے وہ شیر بنیں جنہوں نے خدا کی راہ میں کچھ پیدا کرنا ہے دوسروں کے شکار پر زندہ نہیں رہنا۔ اِس لئے رپورٹوں میں بعض لوگوں کے کام کو اُجاگر کر کے مجھے مطمئن کرنے کی کوشش نہ کیا کریں بلکہ بیکار کھیتوں کی طرف بھی توجہ دیں ہر ایک کو زرّاع کی جماعت میں شامل کریں۔ اِس ضمن میں حضور نے امریکہ اور کینیڈا کی جماعتوں کو خصوصی طور پر دعوت اِلی اللہ کے کام کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو پروگرام امامِ وقت کی طرف سے دیا جاتا ہے اُس کو توجہ سے سُنکر عمل کے سانچے میں ڈھالا کریں اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں ہوں گی اور آپ کو زندہ رہنے کا زیادہ لُطف آئے گا۔ فرمایا جو دعوت اِلی اللہ کی طرف توجہ

نہیں دیتے وہ قابلِ رحم ہیں اس لئے اپنے اُوپر رحم کریں اور اِن نصیحتوں کی طرف توجّہ کریں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ نومبر ۱۹۸۷ء بمقام نیویارک امریکہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ آلِ عمران کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ
عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا
كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝　　(آلِ عمران : ۱۰۳ تا ۱۰۶)

فرمایا حبل اللہ جس کو مضبوطی کے ساتھ اجتماعی طور پر پکڑنے کی تاکید کی گئی ہے اُس سے مراد اوّل طور پر اللہ کے نبی ہیں نبوّت کے بعد یہ رسّی خلافت کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور اسی پہلو سے خلفاء کے ساتھ مضبوطی سے اپنا تعلق قائم کرنا جماعتی زندگی کے لئے اِنتہائی ضروری ہے اور اِس تعلق میں بیچ میں کوئی اور واسطہ نہیں بیان فرمایا گیا اور نہ ہی عملی زندگی میں کوئی واسطہ دکھائی دیتا ہے۔ امامِ وقت اور ایک احمدی کے درمیان ایک ایسا تعلق ہے جس کے درمیان کوئی نظامِ جماعت اور کوئی نمائندہ حائل نہیں ہوتا اور یہی وہ تعلق ہے جو سب سے پہلے اپنے اور اپنے متبعین کے درمیان نبی قائم فرماتا ہے اور اِسی تعلق کو جاری رکھنے کے لئے نظامِ خلافت ہے۔

فرمایا اگر آپ اِس روحانی تعلق کی حفاظت کریں گے تو آپ بہت سے خطرات اور خدشات سے محفوظ رہیں گے۔ حضور نے بتایا کہ جماعت میں جو رخنہ ڈالنے کی کوششیں کی جاتی ہیں اُن میں امامِ وقت کو پہلے سامنے نہیں رکھا جاتا بلکہ اُس کے نمائندوں کو الزامات کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارا امامِ وقت سے تو تعلق ہے لیکن یہ جو درمیان میں لوگ حائل ہیں اُن کا کردار ایسا نہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے نظامِ جماعت سے وفا کی جائے چنانچہ اکثر فتنوں کا آغاز اسی طریق پر ہوا ہے۔ فرمایا قرآن کریم یہ فرماتا ہے

کہ تمہارا بنیادوں سے تعلق ہے اور جن کا بنیادوں سے تعلق ہو شاخوں کے خراب ہونے سے وہ تعلق ٹوٹ نہیں جایا کرتا اِس لئے جڑوں سے تعلق مضبوط کرو۔ نبوّت سب سے پہلے ہے جس کا نبوّت سے تعلق مضبوط ہے اُسے کوئی خطرہ نہیں۔ اس کے بعد جو خلافت، نبوّت کی نمائندگی کر رہی ہے اگر کسی کا براہِ راست اُس خلافت سے تعلق ہے تو اُس کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ فرمایا یہ بنیادی نصیحت ہے جو اِس آیت میں کی گئی ہے اور اس سے آگے ساری سوچ کو خدا تعالیٰ کی طرف منتقل فرما دیا گیا ہے۔ جب یہ کہا کہ حبل اللہ کو پکڑو فرمایا حبل اپنی ذات میں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی اِس کی عظمت اُس چیز کی وجہ سے ہے جس سے وہ باندھی گئی ہے حبل اللہ کہہ کر نبوّت سے انسانوں کے تعلق کا فلسفہ بیان فرمایا کہ حقیقت میں اللہ ہی ہے اور جس کا تعلق نبوّت سے اللہ کے واسطے سے ہے اُس کے اس تعلق کو کوئی خطرہ نہیں لیکن جس کو خدا سے نبوّت کی وجہ سے تعلق ہے وہ ہمیشہ خطرے میں رہے گا اِس لئے نبوّت سے تعلق جوڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے تعلق کو فوقیت دو اور اللہ سے تعلق کے نتیجہ میں نبوّت سے محبّت کرو یہی مضمون خلافت اور اس کے نمائندوں میں جاری ہوگا اور اِس کے بعد نمائندوں میں جاری ہوگا۔ فرمایا رسالت کو اللہ کی رسّی کہہ کر عظمت دی گئی ہے فی ذاتہٖ رسالت کی کوئی عظمت نہیں اور اگر حقیقتاً نبوّت کی نمائندہ خلافت ہے تو خلافت کو اُس رسالت کی وجہ سے عظمت ہے ورنہ خلافت کے معنی نمائندگی کے ہوتے ہیں خواہ وہ کسی کی بھی ہو۔

فرمایا حبل اللہ کے مضمون کو ضرور یاد رکھیں کیونکہ جو لوگ صرف خلیفۂ وقت کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کی رضا اُن کو مقصود نہیں ہوتی ایسے لوگ ہمیشہ خلیفۂ وقت کو خوش کرنے میں ناکام رہتے ہیں لیکن جو لوگ خدا کو خوش کرنے کی نیّت سے خلیفۂ وقت کی اطاعت کرتے ہیں اُن لوگوں کے فیصلے ہمیشہ درست ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی رضا کو فوقیت دیتے ہیں۔

فرمایا اِس لئے جماعت کو موجودہ حالات کے پیشِ نظر جبکہ ہر طرف سے خطرات پیش ہیں اِس مضمون کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کیونکہ سب سے پہلا خطرہ آپ کے ایمان پر ہوگا اگر حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا تو پھر باقی کچھ نہیں رہے گا ہر احمدی کے تمام تعلقات کی بنیاد اللہ پر ہے اگر اس کی بنیاد اللہ پر نہیں تو یہ تعلقات مصنوعی، جعلی اور بے معنی ہیں اگر اللہ کی محبت یہ تعلق پیدا کرتی ہے اور کسی قوم کے سارے تعلق اللہ کی محبّت کی وجہ سے قائم ہوں اور ہر اُس تعلق کی عظمت اُس کے دل میں پیدا ہو جائے جو اللہ کی محبت کے نتیجہ میں قائم ہوُا ہے تو ایسی جماعت کا شیرازہ بکھرنا ناممکن ہے۔ فرمایا دعوت اِلی اللہ سے بھی تعلق باللہ کا بڑا گہرا تعلق ہے اور نصیحت اُسی وقت ہی کارگر ہو سکتی ہے جب اللہ سے تعلق قائم ہو ایسے انسان کی نصیحت میں انقلابی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اِس لئے تعلق باللہ پیدا کریں اور اس کے اظہار کے طور پر ایک ہو جائیں تب آپ میں وہ عظمت پیدا ہوگی جس کے نتیجہ میں

آپ کی نصائح میں قوت پیدا ہو گی کہ دوسرا اس کا انکار نہیں کر سکے گا۔ اپنے دلوں کو خدا کی تخت گاہ بنا لو تو تم دیکھو گے کہ غیروں کے لئے آئے بغیر چارہ نہیں رہے گا وہ تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑے چلے آئیں گے۔ اگلی آیات کی روشنی میں فرمایا کہ لَا تَفَرَّقُوْا میں آئندہ نسلوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ تعلق باللہ کو اگر مضبوط رکھو گے تو تمہارے آباؤ اجداد کا ورثہ تمہیں ملے گا ورنہ سب کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے گا اس لئے تم تعلق باللہ کو مضبوط رکھو تفرقہ پیدا نہ کرو۔

احبابِ جماعت امریکہ کو خاص طور پر اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ آپ کے شیرازے کو بکھیرنے کی بعض کوششیں ہو رہی ہیں اس لئے آپ بیدار ہوں اور ہر وہ کوشش جو اللہ سے محبت کے اوپر حملہ کرنے والی ہو اور اس محبت کی وجہ سے اُن لوگوں کی محبت پر حملہ کرے جو خدا کی خاطر آپ کو پیارے ہیں، اُس نظام پر حملہ کرے جو خدا کی خاطر آپ کو پیارا ہے۔ وہ شیطان ہیں جو یہ آواز اُٹھانے والے ہیں فرمایا اس آواز کو ٹھکرا دیں اور دھتکار دیں۔
اس ضمن میں حضور رنے امریکہ کی جماعت کے بعض فتنوں کا ذکر کیا اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر کوشش کو پہچانیں کہ وہ اپنی ذات میں بد ہے یا اچھی ہے اگر وہ تفرقہ پیدا کرنے والی کوشش ہے تو یقیناً وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ فرمایا ہر نوع کے افتراق سے بچیں اور اللہ کی محبت کو غیر اللہ کی محبت پر غالب کریں خلیفۂ وقت جو حبل اللہ ہے اس کے فیصلوں پر دوسرے کسی فیصلہ کو ترجیح نہ دیں اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا اور قرآن کریم کی یہ آیت آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دیتی۔

فرمایا حبل اللہ سے تعلق کا یہ مطلب ہے کہ آپ میں سے جو خدا سے وفا کرتا ہے وہ لازماً خدا کے نمائندوں سے وفا کرے گا اور مجھے ان کے متعلق کوئی بھی خدشہ نہیں ہے خدا خود ان کی حفاظت فرمائے گا اور جو بے وفائی کے جذبے دل میں رکھتا ہے اور احمدیت کو قومی نفرتوں کے لئے آلۂ کار بنانا چاہتا ہے اس کی کوششیں مردود ہوں گی اور اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ خدا خود اس جماعت کی حفاظت کرنے والا ہے وہ نگران ہے اور وہ ہر ایسی کوشش کو ناکام اور نامراد کر دے گا جو جماعت میں تفرقہ پیدا کرنے والی ہے اور حبل اللہ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش ہے۔

پھر حضور رنے امریکہ میں پیدا ہونے والی چند پرانی سازشوں کا ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ خدا کی محبت کو مضبوطی سے پکڑ لیں اس محبت کی خاطر اپنے سارے تعلق مضبوط کریں اس محبت کی خاطر خلافت سے تعلق قائم رکھیں تو پھر آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ خدا آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اپنی خالص محبت عطا کرے کیونکہ سب ضمانتوں سے بڑھ کر سب ضمانتوں کی جان خدا کی محبت ہے یہ محبت آپ کے دل میں پیدا ہو گئی تو مجھے آپ کے بارہ میں کوئی خطرہ نہیں رہے گا میری ساری فکریں دُور ہو جائیں گی مَیں کامل اطمینان رکھوں گا کہ مَیں آپ کو خدا کی حفاظت میں

چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن اگر آپ نے اس محبّت کو خطرہ پیدا ہونے دیا، اِس محبّت پر آنچ آنے دی تو میری ساری نصیحتیں ہَوا میں بکھر جائیں گی میرے سارے غم قائم رہیں گے مَیں ہمیشہ آپ کے بارے میں فکروں میں مبتلا رہوں گا۔ خدا کی خاطر ایک ہو جائیں۔ خدا سے اپنا پیار بڑھائیں۔ مجھ سے اگر پیار کرتے ہیں تو محض خدا کی خاطر کریں پھر آپ کو دُنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پھر آپ کی جمعیّت ہمیشہ قائم رہے گی۔ آپ کے پیغام میں وہ عظمت پیدا ہو جائے گی جس میں خدا کی محبّت غیر معمولی کشش پیدا کرتی ہے۔ آپ وہ آسمانی آواز ہو جائیں گے جو زمینی طاقتوں کے مقابل پر غالب آئے گی اور زمین پر جھکنے والوں کو آپ اُٹھائیں گے اور آسمان کی بلندیوں پر لے جائیں گے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ ر نومبر ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ دَورۂ امریکہ اور کینیڈا کا تفصیلی ذکر فرماتے ہوئے بتایا کہ اِس دَورے کا ایک بڑا اہم مقصد احبابِ جماعت سے ملاقات اور یہ جائزہ لینا تھا کہ جماعت کس حد تک میری ہدایات سے اِستفادہ کر رہی ہے اور بعض دوسرے مسائل تھے جن کا امریکہ سے بطورِ خاص تعلق تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مقصد بخوبی پُورا ہُوا۔

فرمایا اِس کے علاوہ جماعت میں سوال وجواب کے مواقع بھی فراہم ہوئے۔ پاکستانی اور امریکن احباب کی علیحدہ علیحدہ مجالس ہوئیں۔ علاوہ ازیں انگلستان کی طرح وہاں بھی مجالسِ عرفان ہوئیں۔ پریس سے انٹرویو بھی کثرت سے ہوئے۔ ریڈیو، ٹی وی پر بھی انٹرویوز ہوئے اور اہم شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

فرمایا ایک بہت ہی خوشکن خبر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف علاقوں میں بیوت الذکر کے افتتاح کی توفیق عطا فرمائی۔ پورٹ لینڈ میں صرف چار خاندانوں کی جماعت کو اس تاریخی خدمت کی توفیق ملی ہے کہ سارے مغربی امریکہ میں خدا کے نام پر بنائی جانے والی پہلی عمارت اُن کی کوششوں سے تعمیر ہوئی ہے۔ امریکہ کے احمدی احباب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے تعلقات بہت وسیع ہیں اور دوسرے لوگوں پر نیک اثر ہے۔ اس کا علم اِس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے جن لوگوں کو مجالسِ سوال وجواب میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی وہ صرف اُن احمدی احباب کی خاطر یعنی اُن کے تعلقات کی بناء پر اپنے ضروری کاموں کو چھوڑ کر مجالس میں شامل ہوئے۔

پھر فرمایا: امریکہ میں کام کرنے کی بہت گنجائش ہے۔ عموماً تأثر یہ ہے کہ امریکہ کے لوگ اسلام سے نفرت کرتے ہیں لیکن مَیں نے جائزہ لیا ہے کہ وہ لوگ اُس دینِ حق سے نفرت نہیں کرتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دینِ حق ہے، جسے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آنکھوں نے دیکھا اور جسے ہم پیار کرتے ہیں۔ اور جس

دینِ حق کی وہاں کے ریڈیو اور اخبارات خاص نفرت کے زاویے سے پیش کرتے ہیں اس سے وہ نفرت کرتے ہیں۔ اس زاویے سے دینِ حق کو دیکھا جائے تو واقعی نہایت مکروہ تصویر اُبھرتی ہے۔ دوسرے بعض ممالک کے جارحانہ اقدامات اور اپنے ملک میں بسنے والوں سے ظالمانہ سلوک انہیں دینِ حق سے متنفر کرتا ہے لیکن جب ان لوگوں کے سامنے دینِ حق کی صحیح تصویر پیش کی گئی تو ایسے لوگ جو عملاً دہریہ اور دینِ حق سے متنفر تھے ان کی کایا پلٹ گئی اور وہ دینِ حق میں دلچسپی لینے لگ گئے کہ اس قدر حسین مذہب ہے۔ اس ضمن میں حضور نے کچھ احباب کا تفصیلی ذکر بھی فرمایا۔ پھر حضور نے امریکہ کے عوام الناس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دِل کے اچھے ہیں اُن کے دل میں بُرائی نہیں ہے لیکن بعض ایسے جتھے ہیں جو امریکہ کے SOURCES پر قابض ہیں اور اپنے مفاد کو قائم رکھنے کی خاطر امریکن عوام کو ہر قسم کی بدی دیتے ہیں۔ اپنے مفاد کی خاطر اُن کو غلط رستہ پر ڈالا جا رہا ہے۔ مذہب کے معاملہ میں بھی اُن سے ایسا ہی کھیل کھیلا جا رہا ہے اور ان میں غلط رُجحانات داخل کرکے انہیں مذہب سے متنفر کیا جا رہا ہے۔ فرمایا: امریکن لوگ صحیح اور نیک مشورے کو عزّت دیتے ہیں اور قبول کرتے ہیں اِس لئے امریکہ سے امید رکھنی چاہیئے۔

حضورِ انور نے دَورہ کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے بعض حکومتوں کی اِس سفر کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کا ذکر کیا اور فرمایا ان مخالفانہ کوششوں کے باوجود یہ سفر کامیاب رہا۔ اس کے نیک نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔ اور نیک نتائج کے سِلسلہ میں بتایا کہ واشنگٹن میں ایک امریکن خاتون نے بیعت کی ہے اور وہ بیعت کی مجلس میں بُرقعہ پہن کر آئی جو اُس نے رات کو بیٹھ کر سِیا تھا۔ اِسی طرح ایک ہندو کی بیعت کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی طرح ایک سیکورٹی ایجنسیز کے ایک آفیسر جو حضور کے ساتھ حفاظت کے لئے متعین تھے انہوں نے بھی دینِ حق کی تعلیمات سے متأثر ہو کر بیعت کر لی ہے اس کا بھی حضورِ انور نے اپنے خطبہ میں ذکر فرمایا۔

پھر فرمایا: امریکہ میں بہت سے پھل تیار ہیں جو جماعت کی جھولی میں آنے والے ہیں۔ ملاقاتوں سے مَیں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ امریکن عوام میں سعادت، سچائی اور آزادی کی جہت موجود ہے اور اپنے معاشرے کی بدیوں کو دُور کرنے کا احساس پیدا ہوچکا ہے۔

حضورِ انور نے یورپ اور امریکہ کی جماعتوں کو خاص طور پر اور تمام احباب جماعت کو بالعموم دعوتِ اِلی اللہ کے کام کو تیز کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ دعوتِ اِلی اللہ کا کام نہ کرنے والے مجرم ہی نہیں بلکہ گنہگار ہیں۔ فرمایا دل دینِ حق کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ حالات کے باوجود سعادت سے محروم رہنا معقول بات نہیں ہے۔ مجالسِ عاملہ کی میٹنگز میں مہینے میں ایک بار دعوتِ اِلی اللہ کے کام کا ضرور جائزہ لیں۔ امریکہ کا نظامِ جماعت اِس ہدایت پر عمل نہیں کر رہا اور مجالسِ عاملہ کی میٹنگز میں اِن مسائل پر غور نہیں کیا جاتا۔

فرمایا: امامِ وقت کی ہدایت پر عمل نہ کرنا باغیانہ رویّہ ہے۔ اِس سلسلہ میں حضورِ انور نے جذبہ سے دعوتِ اِلی اللہ کا کام کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ دعا کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور فرمایا کہ آپ کو صدی کے سنگھم پر پیدا کیا گیا ہے اور دینِ حق کے غلبہ کے کام کے لئے آپ کو چُنا گیا ہے۔ اپنی اِس خوش نصیبی پر ناز کریں اور دعوتِ اِلی اللہ کا کام تیزی سے کریں۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہتے ہیں۔

اپنے چندہ کی تجدید اور تبدیلئ ایڈریس کی صُورت میں دفتر ماہنامہ انصار اللہ کو اطلاع دینی نہ بُھولئے۔

(مینجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درگذر، عفو اور احسان کے بعض پہلو

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے، ایم لٹ (آکسن)

(۱)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○　　　(سورۃ توبہ: ۱۲۸)

حضور علیہ السلام بہت نرم دل اور شفیق تھے۔ آپ میں سب انسانوں سے بڑھ کر اور بہت غیر معمولی قوتِ برداشت اور حلم پایا جاتا تھا نتیجۃً آپ کے عفو اور درگذر بھی غیر معمولی تھے۔ جہاں تک آپ کی ذات کا سوال تھا بات چھوٹی ہو یا بڑی کسی بات پر کبھی کسی سے مؤاخذہ نہ کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْتَقَمَ لِلّٰهِ بِهَا۔　　　(الشفاء للقاضی عیاض)

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا ہاں مگر جب آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حرمت کو توڑتے دیکھتے تو محض اللہ کے لئے ضرور انتقام لیتے۔ گرفت کرتے۔

میرے آقاؐ درگذر فرماتے، اِعراض سے کام لیتے، معاف فرماتے، عفو کرتے، رحم کرتے، احسان کرتے

آپؐ کی سیرت کے یہ تمام ہی پہلو آج کے مضمون میں مدِّنظر ہیں لیکن یہ آپؐ کی سیرت کا اتنا بڑا باب ہے کہ کوئی ایک مضمون اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ صرف چند پہلو بیان کروں گا۔ چند باتیں عرض کروں گا۔

(۲)

حضرت انس بن مالکؓ کو ایک لمبا عرصہ تقریباً دس سال حضورؐ کی خدمت کا موقع ملا۔ ان کی طبیعت پر حضورؐ کے عفو اور درگذر کا بہت گہرا اثر تھا۔

- عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَاَنَا غُلَامٌ لَیْسَ کُلُّ اَمْرِیْ کَمَا یَشْتَھِیْ صَاحِبِیْ اَنْ اَکُوْنَ عَلَیْہِ مَا قَالَ لِیْ فِیْھَا اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِیْ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا اَوْ اَلَا فَعَلْتَ ھٰذَا۔

- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ اَنَس کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَۃٍ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَذْھَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْھَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِہٖ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ قَابِضٌ بِقَفَایَ مِنْ وَرَائِیْ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ اِذْھَبْ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْھَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ.....

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلاق النبیؐ

پہلی حدیث نمبر ۴۷۷۴ دوسری حدیث نمبر ۴۷۷۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے مدینہ میں دس سال حضورؐ کی خدمت کی توفیق ملی۔ جب مَیں حضورؐ کی خدمت میں آیا مَیں بچّہ تھا اور میری ہر بات ایسی نہیں ہوتی تھی جیسے میرے صاحب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ہو لیکن حضورؐ نے مجھے ایسی باتوں میں کبھی اُف تک نہیں کہا اور مجھے کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا نہ یہ کبھی کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔

عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ حُسنِ اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے۔ ایک دن تو ایسا ہؤا کہ حضورؐ نے مجھے کسی کام کو جانے کے لئے کہا تو مَیں نے صاف جواب دیا کہ اللہ قسم مَیں نہیں جاؤں گا حالانکہ میرے دل میں یہی تھا کہ مَیں وہ کام کر آؤں گا جو حضورؐ نے مجھے

کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر میں گھر سے باہر آیا (اور حضورؐ کے کام کے لئے چل پڑا) لیکن راستہ میں بازار میں میرا گذر کچھ بچوں کے پاس سے ہؤا جو کھیل رہے تھے (مَیں بھی ان کے ساتھ کھیلنے لگا) اچانک وہاں حضورؐ تشریف لے آئے اور میری گُدی کو پیچھے سے پکڑا مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا حضورؐ مُسکرا رہے تھے۔ پھر مجھے فرمایا انیس (پیار سے نام لیا ہے) جہاں کام کے لئے بھیجا تھا وہاں چلے جاؤ نا۔ مَیں نے عرض کیا ہاں حضورؐ جاتا ہوں۔

(۳)

حضورؐ کا عفو اور درگذر نعوذ باللہ بے حسی کی وجہ سے نہیں تھا حضورؐ تو بہت حسّاس تھے ہاں آپؐ کا حوصلہ کائنات کی وسعتوں سے زیادہ تھا۔ ہر غم اپنی جان پر لے لیتے تھے۔ ہر دُکھ دینے والی اور تکلیف دہ بات کو ایسے حوصلہ سے برداشت کرتے کہ لوگوں کی عقل حیرت میں پڑ جاتی تھی۔ لہجہ کی نرمی، ہونٹوں کی مُسکراہٹ نہیں جاتی تھی۔ اِس ضمن میں ایک مثال دیتا ہوں۔ کچھ باتیں آگے چل کر بیان کروں گا۔

● عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ قَالَ اَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ قَوْمِیْ فِیْ تُھْمَۃٍ فَحَبَسَھُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِیْ اِلَی النَّبِیِّ وَھُوَ یَخْطُبُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ عَلَامَ تَحْبِسُ جِیْرَتِیْ فَصَمَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ فَقَالَ اِنَّ نَاسًا لَیَقُوْلُوْنَ اِنَّکَ تَنْھٰی عَنِ الشَّرِّ وَتَسْتَخْلِیْ بِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ مَا یَقُوْلُ؟ قَالَ جَعَلْتُ اُعَرِّضُ بَیْنَھُمَا بِالْکَلَامِ مَخَافَۃً اَنْ یَسْمَعَھَا فَیَدْعُوْا عَلٰی قَوْمِیْ دَعْوَۃً لَا یُفْلِحُوْنَ بَعْدَھَا اَبَدًا، فَلَمْ یَزَلِ النَّبِیُّ بِہٖ حَتّٰی فَھِمَھَا، فَقَالَ قَدْ قَالُوْھَا اَوْ قَائِلُھَا مِنْھُمْ؟ وَاللّٰہِ لَوْ فَعَلْتُ لَکَانَ عَلَیَّ وَمَا کَانَ عَلَیْھِمْ۔ خَلُّوْا لَہٗ عَنْ جِیْرَانِہٖ۔

(الفتح الربّانی لترتیب مسند احمد بن حنبل ج ۲۲ ص ۲۵)

بہز بن حکیم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کے کچھ لوگوں کو کسی الزام میں گرفتار کر کے قید کر لیا۔ بہز کہتے ہیں کہ اس پر میری قوم کا ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ حضورؐ اس وقت کچھ خطاب فرما رہے تھے اُس نے آتے ہی (حضورؐ کے خطاب ختم کرنے کا لحاظ کئے بغیر) حضورؐ سے کہا کہ اے محمدؐ آپ نے میرے ہم قوم ہمسایہ لوگوں کو کیوں قید کیا ہؤا ہے۔ حضورؐ خاموش رہے اور اُس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ شخص بولا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ (دوسروں کو) شر اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور خود نعوذ باللہ تنہائی میں وہی بُرے کام کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بات سُنی

تو فرمایا کہ یہ (شخص) کیا کہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ مَیں حضورؐ کے اور اپنی قوم کے اس آدمی کے درمیان حائل ہو گیا اور باتیں کرنے لگا اور مَیں نے ایسا اس خوف سے کیا کہ کہیں وہ پھر اپنی بات دُہرائے اور حضورؐ اس کی بات سُن لیں اور کہیں حضورؐ اُس کی بدزبانی کی وجہ سے میری قوم کے لئے ایسی بددعا نہ کر دیں کہ جس کے بعد یہ قوم کبھی بھی فلاح کا راستہ نہ دیکھ سکے مگر حضورؐ اس وقت اس شخص کے کلام کے بارہ میں توجہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سمجھ گئے کہ وہ کیا کہتا ہے (غالباً وہ شخص اپنی بات کو بار بار دُہراتا تھا) پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ لوگ میرے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں اور کیا یہ الزام لگانے والا ان کی قوم میں سے ہے۔ خدا کی قسم اگر مَیں ایسا کروں (کہ کہوں کچھ اور کروں کچھ) تو ان دوسرے لوگوں کا سارا گناہ مجھ کو ہو اور ان کو کچھ گناہ نہ ہو اور آپؐ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ اس شخص کی قوم کے لوگوں کو قید سے رہا کر دیا جائے۔

۴

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ تکلفاً بڑی بڑی باتوں کو برداشت کر جاتے ہیں مگر عام روزمرہ زندگی میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان کا کردار ظاہر ہو جاتا ہے لیکن حضورؐ بات چھوٹی ہو یا بڑی ہر جگہ درگذر ہی کرتے تھے سوائے اس کے کہ شعائر اللہ کی بے حُرمتی کی جا رہی ہو۔

- عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِیْ طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ فَنَهَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰی بَوْلَهٗ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَاءٍ۔ فَاُهْرِیْقَ عَلَیْهِ۔

(بخاری کتاب الوضوء باب صبّ الماء علی البول فی المسجد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک اعرابی مسجد نبویؐ میں آیا اور مسجد کے ایک حصّہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اس کو جھڑکا کہ یہ کیا کرتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور اس کو پیشاب کرنے دیا اور جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے پانی کا ڈول لانے کا حکم دیا اور پھر حضورؐ کے حکم سے اس جگہ پانی بہا دیا گیا۔

۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بہت لطیف تھی۔ سیرت کے ہر پہلو میں آپؐ کی طبیعت کی لطافت جھلکتی ہے اور آپؐ کے اخلاق کے حُسن میں اور بھی حُسن بھر دیتی ہے۔ عفو اور درگذر کے بھی بہت سے لطیف

پہلو تھے بڑے پیارے انداز تھے۔

• عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَیْلُ بْنُ عَمْرِنِ الدَّوْسِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَ اَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَیْهِمْ۔ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ النَّاسُ هَلَکُوْا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّ ائْتِ بِهِمْ، اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ۔ (اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِیْ لترتیب مسند احمد بن حنبل ج ۲۲ ص۲۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو جو دوس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؐ دوس قبیلہ نے (آپ کی) سخت نافرمانی کی ہے اور اللہ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے حضورؐ اب ان کے لئے بد دعا فرمائیں۔ حضورؐ نے ان کی بات سُنی اور قبلہ رُخ ہو کر اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ حضورؐ کو صحابہؓ نے یوں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے دیکھا تو سوچا کہ دوس قبیلہ اب ہلاک ہو گیا لیکن حضورؐ نے اس موقع پر یہ دعا کی کہ اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لے آ۔ اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور ان کو مجھے لا دے۔

کیا ہی لطیف اور پیارا انداز ہے ایک قبیلہ کا شخص آکر خود اپنے قبیلہ کے خلاف بد دعا کی درخواست کرتا ہے حضورؐ اس کو کوئی جواب نہیں دیتے خاموشی سے اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ وہ اور باقی لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ اب حضورؐ بد دعا کریں گے لیکن ان کے کان جو بات سُنتے ہیں وہ بد دعا نہیں دعا ہے کہ اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور میرے قدموں میں ان کو لا ڈال۔

۶

حضورؐ جس رافت اور رحمت کے ساتھ اپنے صحابہؓ کے ساتھ پیش آتے تھے اور جس طرح ان کے قصور معاف فرماتے تھے اس کی شان ہی کچھ اور ہے سوائے اس کے کہ اللہ کے حرمات کی بے حُرمتی کی گئی ہو یا کوئی ایسا قصور سرزد ہو گیا ہو کہ جس کو معاف کرنا شرعاً آپؐ کے اختیار میں نہ رہا ہو ہمیشہ ہی صحابہؓ سے عفو اور رحمت اور احسان کا سلوک فرماتے اور یہ سلوک ایک خاص شان اور امتیاز رکھتا۔ حضورؐ کے عفو کے اِس پہلو پر سوچنا شروع کیا تو فلم کی طرح واقعات سامنے آنے لگے۔ صرف ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔

• عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ رَافِعٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَیْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاتُوْا

رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوا مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِي الْكِتَابُ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا؟ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ يَقُولُ كُنْتُ حَلِيفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔

فَأَنْزَلَ اللهُ السُّورَةَ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ.....

(بخاری جلد ۲ کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح وما بعث حاطب بن ابی بلتعۃ الیٰ اھلِ مکّۃ یخبرھم بغزو النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم)

عبید اللہ ابن ابی رافع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا تم (تینوں) ابھی نکل جاؤ اور جب تم روضہ خاخ نامی مقام پر پہنچو تو تمہیں وہاں اونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے اُس سے وہ خط تم نے حاصل کرنا ہے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم تینوں اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے حضورؐ کے بتائے راستہ پر چل پڑے یہاں تک کہ ہم روضہ پہنچ گئے اور ہم اُونٹ پر سوار عورت کو جا ملے ہم نے اسے کہا کہ خط نکالو وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اُسے کہا کہ دیکھو خط نکالو ورنہ اگر ہمیں تمہارے کپڑے بھی اُتارنے پڑے تو ہم اُتار دیں گے (اور خط لے لیں گے) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اُس نے ہماری یہ بات سُنکر چپکے سے خط اپنے

بالوں کے جُوڑے سے نکال دیا پھر ہم وہ خط لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ نے مکّہ کے بعض مُشرکوں کی طرف لکھا تھا اور اس میں حضورؐ کے بعض معاملات کی اطلاع انہیں دی تھی (فتح مکّہ کے موقع پر انہوں نے اشارۃً قریش کو اس خط میں اطلاع دی تھی کہ حضورؐ مکّہ کی طرف کُوچ کر رہے ہیں)

یہ خط پا کر حضورؐ نے حاطب سے کہا کہ حاطب یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے حضورؐ کو جواب دیا کہ حضورؐ میرے معاملہ میں جلدی نہ کریں۔ بات یہ ہے کہ مَیں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش (مکّہ) کا حلیف ہوں اور اس کے قبیلہ میں سے نہیں ہوں اور حضورؐ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی رشتہ داریاں قریش میں ہیں اور وہ ان کے بال بچّوں اور ان کے اموال کی حفاظت کریں گے۔ مَیں نے سوچا اور یہ بات مجھے اچھی لگی کہ جبکہ نسب کے لحاظ سے میرا قریش سے کوئی تعلق نہیں تو انہیں یہ اطلاع دے کر ان پر اپنا احسان رکھوں تا کہ (اس احسان کے بدلہ میں) وہ میرے رشتہ داروں کا خیال رکھیں اور انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ مَیں نے یہ کام اِس لئے نہیں کیا کہ مَیں اپنے دین (یعنی اسلام) سے مرتد ہو گیا ہوں اور نہ ہی یہ کام مَیں نے اِس لئے کیا ہے کہ مَیں اسلام کو چھوڑ کر کفر کو پسند کرتا ہوں۔ اس پر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اِس نے یعنی حاطب نے تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ مَیں اِس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ آپؐ نے جواب دیا یہ تو بدر کی جنگ میں شامل تھا اور اللہ بدر میں شامل ہونے والوں کے دل کو خوب جانتا تھا (یعنی وہ کس طرح تقوٰی اور نیکی پر قائم ہیں) تبھی تو اس نے ان کو فرمایا تم جو چاہو کرو مَیں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔

(۷)

دشمنوں کے ساتھ آپؐ نے جو درگذر اور عفو و حُسنِ سلوک کا معاملہ کیا وہ کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔ مدینہ میں بسنے والے یہودی ہوں یا منافق جو زندگی بھر حضورؐ کو طرح طرح کے ایذاء دیتے رہے یا مکّہ اور قبائل میں بسنے والے کفار جنہوں نے اپنی دشمنی کو انتہاء پر پہنچا دیا ہوُا تھا سب ہی سے آپؐ نے عفو اور حُسنِ سلوک کا سلوک کر کے ایسا شاندار نمونہ قائم کیا کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

حضرت عائشہؓ سے ترمذی میں ایک روایت آتی ہے کہ حضورؐ کو ایک دفعہ کپڑوں کی ضرورت پڑی تو حضرت عائشہؓ کے کہنے پر ایک یہودی سے جس کا تجارتی سامان شام سے پہنچا تھا کچھ کپڑے قرض کے طور پر منگوائے تو اس نے آرام سے کہہ دیا کہ محمدؐ میرا مال اور میرے درہم (نعوذ باللہ) ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے اُس کی بات سُنکر بس اتنا فرمایا کہ جھوٹ بولتا ہے وہ جانتا ہے کہ مَیں ان سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا اور ان سب سے بڑھ کر امانت ادا کرنے والا ہوں۔

قبیلہ بنو حنیفہ اسلام دشمنی میں مشہور تھا۔ بخاری میں آتا ہے کہ اس قبیلہ کے ایک سردار ثمامہ کو پکڑ کر مدینہ میں لایا گیا۔ حضورؐ نے انہیں باندھ کر مسجد نبوی میں قید رکھا اور تین دن حضورؐ ان سے یہ سوال کرتے رہے کہ تمہارا کیا ارادہ ہے یعنی مخالفتِ اسلام چھوڑ و گے یا نہیں۔ ہر بار وہ یہ جواب دیتے کہ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو میرے خون کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر احسان کر کے چھوڑ دیں گے تو مَیں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ تیسرے دن حضورؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ حضورؐ سے اپنی اور اپنے قبیلہ کی دشمنی کو جانتے تھے طبیعت پر ایسا اثر ہُوا کہ مسجد سے باہر نکلے نہائے پھر مسجد میں آکر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور عرض کیا کہ حضورؐ اس سے پہلے آپؐ کا چہرہ میری نگاہ میں سب چہروں سے بُرا تھا اور آج وہ مجھے سب چہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ ان دنوں مکّہ میں قحط تھا اور مکہ میں ثمامہ کے شہر سے غلّہ جاتا تھا۔ اسلام لانے کے بعد ثمامہ نے مکّہ والوں کو کہہ دیا کہ اب اگر حضورؐ اجازت دیں گے تو تمہیں اناج پہنچاؤں گا ورنہ نہیں۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ مکّہ والوں کا ایک وفد حضورؐ کے پاس آیا اور اس بات کا ذکر کیا تب حضورؐ نے حضرت ثمامہ کو پیغام کہلا بھیجا کہ مکّہ والوں کا غلّہ نہ روکو۔

- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ مَکَّۃَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ اَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَا اَھْلَ مَکَّۃَ مَاذَا تَظُنُّوْنَ. مَاذَا تَقُوْلُوْنَ قَالُوْا نَظُنُّ خَیْرًا وَنَقُوْلُ خَیْرًا اَنْتَ ابْنُ عَمٍّ کَرِیْمٌ قَدْ قَدَرْتَ قَالَ فَاِنِّیْ اَقُوْلُ

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(دُرِّ منثور زیرِ آیت لا تثریب علیکم الیوم سورہ یوسف)

تئیس ۲۳ سالہ ظلم کے دَور کے بعد آج آپؐ فاتح کی حیثیت سے مکّہ میں داخل ہو رہے تھے اور خدا کے حضور آپؐ کی گردن عاجزی سے جھکتے جھکتے آپ کی اُونٹنی کو جا لگی تھی۔ آج آپؐ کا دِل خدا کی حمد سے بھرا ہُوا تھا اور آج بھی وہ ایسا ہی صاف تھا۔ آج بھی وہ خدا کے بندوں کے لئے اُسی طرح محبت سے پُر تھا جس طرح تیرہ سال قبل جب آپؐ اپنے عزیز شہر کو چھوڑنے پر مجبور کر دئے گئے تھے۔ اُس وقت آپؐ بظاہر کمزور تھے اور آج آپؐ کے پاس غلبہ اور طاقت تھی اس لئے آج کفارِ مکہ کے دل خائف تھے لیکن اُن کے دل کی چُھپی ہوئی آواز بھی یہی تھی کہ محمدؐ تو مجسّم رحم ہیں۔ اس لئے ابنِ عباسؓ کی حدیث کے مطابق جب حضورؐ مکّہ فتح کر چکے تو آپؐ منبر پر چڑھے اپنے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر اہلِ مکّہ سے کہا تمہارا کیا گمان ہے کہ مَیں تم سے کیا سلوک کروں گا اور تم کیا کہتے ہو کہ تم سے کیا سلوک ہونا چاہیئے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو آپ سے صرف نیکی کی امید رکھتے ہیں اور ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ ہم سے نیک سلوک کریں۔ آپ ہمارے معزز چچازاد ہیں اور اِس وقت آپؐ کو

قدرت اور غلبہ حاصل ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا میں (بھی) تم سے (وہی) کہتا ہوں (جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا) کہ

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا (میں نے تمہیں معاف کیا) اللہ تمہیں معاف کرے۔ وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

(نوٹ:۔ بریکٹس میں دئے ہوئے الفاظ ایک دوسری روایت سے لئے ہیں)

کتب کا مطالعہ ــــ کم از کم تین بار

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اسّی سے زائد کتب تحریر فرمائیں کہ جن کے بارے میں حضرت اقدس خود فرماتے ہیں:۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

انہیں روحانی خزائن کے بارہ میں مزید فرمایا کہ

"جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے"

ہر احمدی اور خاص طور پر ناصر کا یہ فرض ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو ان روحانی خزائن سے مالامال کرے۔ کتب حضرت اقدس کے مطالعہ کو اپنی روزمرّہ زندگی کے معمولات کا ایک لازمی حصہ بنائے۔ لازم ہے کہ ہر احمدی گھر میں حضرت اقدس کی کتب زیادہ سے زیادہ پڑھی جائیں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

نعت

وَرائے تخیّل مقام آپ کا ہے
مگر عین دِل میں قیام آپ کا ہے

اُتر جاتا ہے دِل کی گہرائیوں میں
کلام اِس میں کیا وہ کلام آپ کا ہے

بھلا کیوں ہو خوابیدہ سازِ "بلیٰ" وہ
کہ مضراب جس پر پیام آپ کا ہے

سکندر کی بھی آنکھ ہے محوِ حیرت
دِلوں کی یہ تسخیر کام آپ کا ہے

یہ ارض وسما، چاند تارے، وہ سُورج
زِ "لولاک" یہ فیضِ عام آپ کا ہے

تجھی سے جو لی بھیک نذرانہ ہے اَب
جو ہم بھیجتے ہیں سَلام آپ کا ہے

عبدالسّلام اسلام

تحریک جدید کی اہمیّت اور اسکے تقاضے

(محترم چوھدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریکِ جدید)

تحریکِ جدید ایک الہٰی منصوبہ ہے جس کی بنیاد بادی النظر میں ۱۹۳۴ء میں قائم ہوتے دیکھی گئی لیکن اس کو قائم کرنے والے مقدس وجود سیّدنا حضرت مصلح موعود کے ارشاد کے تحت روزِ اوّل سے یہ تحریک جلوہ نما ہے۔ اِس الہٰی منصوبہ کی اہمیت بیان کرنے کے لئے آپ نے فرمایا :-

"یاد رکھو کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی کے مطابق (--) کی فتح کی بنیاد احمدیت کے غلبہ کی بنیاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد روزِ ازل سے تحریکِ جدید کے ذریعہ قرار دی گئی ہے"۔

(کتاب پانچ ہزاری مجاہدین)

آج اِس الہٰی تحریک کو جاری ہوئے ترپن[۵۳] سال گذر چکے ہیں اور ہمارے محبوب امام سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو امریکہ کے پورٹ لینڈ میں خطبہ جمعہ کے ذریعہ ۵۴ویں سال کا اعلان ارشاد فرما دیا۔ اِس الہٰی منصوبہ کی ترپن سالہ زندگی میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکت سے جو غیر معمولی برکتیں نازل فرمائیں ان کا شمار نہیں ہو سکتا تاہم ازدیادِ ایمان و عمل کے لئے چند برکتوں کا بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے۔

تحریکِ جدید کی اہمیّت کو سمجھنے کے لئے نہ صرف حضور کا مذکورہ بالا ارشاد کہ غلبۂ دینِ حق کو روزِ ازل سے اس کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے کافی وشافی ہے بلکہ اس کی برکات وشیریں ثمرات جو ترپن سال میں ظاہر ہو چکے ہیں اس کی اہمیّت اور منجانب اللہ ہونے پر مُنہ بولتا ثبوت ہیں۔

ہمارے موجودہ محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو۔ کے ۱۹۸۷ء میں اُن ایمان پرور ثمرات کا تذکرہ فرمایا ہے مثلاً یہ کہ

۱ - ۱۱۴ ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی ہے۔

۲ - دوسو اٹھاون نئی جماعت ہائے احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔
۳ - یورپ میں دس نئے مراکز قائم ہو چکے ہیں۔
۴ - گذشتہ ایک سال میں ۲۰۶ خدا تعالیٰ کے نئے گھر نماز باجماعت کے لئے قائم ہو چکے ہیں۔
۵ - دُنیا کے ایک سو اڑسٹھ اخبارات میں جماعتِ احمدیہ کا تذکرہ ہُوا ہے۔
۶ - افریقہ میں دو نئے بادشاہوں نے احمدیت قبول کر کے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اِس الہام کی تصدیق کی ہے کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"
۷ - سَو سے زائد تراجم قرآن مجید تیار ہو رہے ہیں۔
۸ - دُنیا کے سترہ ممالک میں ٹی۔وی اور ریڈیو پر جماعت کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔
۹ - ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ریڈیو اور ٹی۔وی میں چھیاسی انٹرویو لئے گئے۔
۱۰ - پاکستان میں احمدیوں کے چار مراکز باجماعت نماز کے ضیاع کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے بیرونی ملکوں میں نماز باجماعت کے چار صد مراکز عطا فرمائے، الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یہ سب شواہد تحریکِ جدید کی اہمیّت کو ایک مخلص احمدی کے دل و دماغ پر نقش کر دینے کے لئے کافی ہیں مگر تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں دو پہلو دیکھ کر یہ منطقی نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت کے ایک حصّہ نے ترپن سال کے عرصہ میں بھی اس کی اہمیّت کو نہیں سمجھا اور اگر سمجھا ہے تو غیر شعوری طور پر اس سے وہ سلوک کیا ہے جو غیر اہم تحریکوں سے کیا جاتا ہے۔

اہمیّت کا ایک اَور نکتہ

اِس آسمانی تحریک کے مؤسّس نے ۱۹۵۳ء میں اِس تحریک پر انیس سال گذرنے کے بعد فرمایا:-

"ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اِس تحریک میں حصّہ لے اور دینِ حق اور احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کرے۔ اب مَیں نے اِس چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔"

پھر فرمایا:-

"مَیں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ دوست اپنے بچّوں کا بھی چندہ لکھوایا کریں۔"

حضور نے جماعت کے ہر فرد کو اِس تحریک میں حصّہ لینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اِس حکم سے تحریکِ جدید کی اہمیّت اَور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جماعت کا ابھی خاصا حصّہ اِس مالی جہاد میں حصّہ لینے سے محروم ہے اور جماعت کا جو حصّہ

اس کے مجاہدین میں شامل ہے اُن میں سے بعض لوگوں کی قربانی غیر معیاری ہے اور اُن کی مالی حیثیت سے بہت کم ہے۔ اگر اُن کے دل میں اِس آسمانی تحریک کی اہمیت کا احساس ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس کے لئے معیاری قربانی نہ کریں۔

اطاعت کا تقاضا

اِس آسمانی تحریک کے لئے معیاری قربانی کرنا اطاعت کی رُو سے بھی ہر احمدی پر فرض ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود کے ارشاد کے تحت تحریک جدید کا وعدہ ماہوار آمد کے کم از کم پانچویں حصّہ کے برابر ہو تو وہ معیاری ہے ورنہ غیر معیاری۔ بچوں اور مستورات کی طرف سے کم از کم ۲۴ روپے سالانہ پیش کیا جائے تو وہ قواعد پر پورا اُترتا ہے ورنہ نہیں۔ جماعتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی برکت سے اطاعت کے جذبہ سے لبریز ہے اِس لئے اُسے اِتنا بتا دینا ضروری ہے کہ اطاعت کا جذبہ تقاضا کرتا ہے کہ تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں ہر کمانے والا اپنی ماہوار آمد کے کم از کم پانچویں حصّہ کے برابر وعدہ پیش کرے اور مستورات اور بچّوں کی طرف سے کم از کم ۲۴ روپے فی کس کے حساب سے وعدہ پیش کرے مشاورت میں یہ امور پاس کر دیئے گئے ہیں۔ گویا یہ قواعد بن گئے ہیں۔

سالِ نَو میں جماعت نے اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ خوشخبری سُن لی ہے کہ بفضلِ خدا ۱۱۴ ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے اور اب ہمیں پچاس ساٹھ ممالک میں اشاعتِ حق کی ضرورتیں پوری نہیں کرنی بلکہ ۱۱۴ ممالک میں اشاعتِ حق کے سامان بہم پہنچانے ہیں اِس لئے سالِ نَو میں اسی نسبت سے قربانی پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اِس راہ میں خواہ ہمیں کتنی ہی دِقت اُٹھانی پڑے۔ صحابہ کرامؓ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں اُن کے نمونے ہمیں پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ انہوں نے ہر جہاد میں پوری پوری طاقت صَرف کی۔ مال بھی خرچ کیا، جانیں بھی قربان کیں، وقت، عزّت اور وطن سب کچھ قربان کر دیا۔

ہمارے سامنے اِس وقت مالی قربانی کی آزمائش ہے اس میں پورے اُتریں تو خدا تعالیٰ کی نصرت یقینی ہے اور غلبۂ دینِ حق علی الادیان کا سہرا اِس چھوٹی سی جماعت کے سر انشاء اللہ لگے گا۔ یہ مامور کی جماعت ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدے اس کے ساتھ ہیں۔ مبارک ہیں وہ نفوس جو اِس نکتہ کو سمجھیں اور بشاشتِ قلب کے ساتھ تحریکِ جدید کی قربانیوں کے مطالبہ پر لبّیک اللّٰھم لبّیک کہتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے رہیں ؎

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار　٭　جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب　٭　کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

○

کرسی پہ بیٹھ کر بھی وہ کتنا ملول تھا　　میں مسکرا رہا تھا یہ میرا اصول تھا

پتھر جو تیرے نام پہ کھایا تھا پھول تھا　　آنسو جو تیری یاد میں ٹپکا رسول تھا

مجھ کو تھی تیرے نام کی غیرت کہ پھر مجھے　　تحفہ جو گالیوں کا ملا تھا قبول تھا

دامن کے داغ دُھل گئے تھے ایک بوند سے　　آنسو نہیں تھا ابرِ کرم کا نزول تھا

اترا رہا تھا جس پہ وہ اتنا غرور سے　　اس نکتۂ نظر کا نہ کچھ عرض و طول تھا

اس کو یہ زعم تھا کہ وہ کرسی نشین ہے　　مجھ کو یہ فخر ہے میں تیرے پاؤں کی دھول تھا

اس کو تھا اقتدار کا نشہ چڑھا ہوا　　اب کوئی قاعدہ تھا نہ کوئی اصول تھا

اب تیرے بعد تیرا حوالہ دیئے بغیر　　جو حرف بھی زبان پہ آیا فضول تھا

مضطر کا شعر و شاعری سے تھا نہ واسطہ
مقصود اس کا تیری رضا کا حصول تھا

چوھدری محمد علی ایم۔اے

جب خدا کو پہچان لوگے ....

(مکرم غلام رسول صاحب اعوان ۔ڈیرہ غازی خان)

حدیثِ قدسی ہے: کُنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت آدم۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ مَیں پہچانا جاؤں تو اُس نے آدم کو بنایا۔ یعنی تخلیق آدم کا موجب معرفتِ الٰہی ہے۔ قرآن کریم میں بھی آدم کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور معرفت بیان ہوُا ہے لیکن افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے نے اپنے مقصدِ حیات کو بُھلا دیا ہے وہ صرف دُنیا کی چیزوں کی معرفت حاصل کرنے میں مُنہمک ہوگیا ہے۔ اس سے اسکی غرض یہ ہے کہ ان چیزوں کی حقیقت جان کر اُن سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائے اور اپنی زندگی کو آسودہ بنائے اسے عرفانِ کائنات تو حاصل ہوُا ہے عرفانِ حق حاصل نہیں ہوُا حالانکہ اس ذات نے کائنات کی تمام چیزوں کو اس کی خدمت میں لگا کر یہی چاہا ہے کہ وہ ان کی مدد سے عرفانِ حق کی منزلیں طے کرے یعنی پہلے خدا شناسی اور پھر خود شناسی۔ لیکن حالات ہی کچھ اَور ہیں۔ اس کو دُنیا اور اس کی اشیاء کا عرفان حق سے دُور لے جا رہا ہے کہتے ہیں کہ پکا فلسفی وہ ہوتا ہے جو پکا دہریہ ہو۔ دُنیا میں جتنے بڑے بڑے فلاسفر اور سائنسدان گذرے ہیں اکثر خدا کی ہستی کے مُنکر تھے۔ چونکہ ان کو خدا کا وجود مادی اشیاء کی طرح نظر نہیں آیا اِس لئے انہوں نے انکار کر دیا۔

پس ظاہر ہے کہ مجرّد عقل اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچاتی صرف امکان ثابت کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو انبیاء اور رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر کیا اور یہی لوگ تھے جو خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے۔ اور لوگوں کو خدا شناس کر دیا اور یہ صحیح ہے کہ ان کے وسیلہ سے لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کیا۔ پس یہ سارے جھگڑے اللہ تعالیٰ کا عرفان نہ ہونے کی وجہ سے پڑے ؎

حرم و دہر کے جھگڑے تیرے چھُپنے سے پڑے
تُو اگر پردہ اُٹھا دے تو تُو ہی تُو ہو جائے

لیکن وہ ذات اگر بے حجاب نہیں تو بے نشان بھی نہیں۔ دُنیا کی ہر چیز میں اس کی جلوہ گری ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ

اور نباتات کا پتہ پتہ اس کا پتہ دے رہا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

ہر چیز میں خُدا کی ضیاء کا ظہور ہے ⁂ پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دُور ہے
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ⁂ ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے ⁂ ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا ⁂ کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

غرض ہر طرف اس کی صفات کے جلوے ہیں اور اولوالالباب کو اس کی معرفت کے لئے دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ اگر انسان ان کے ذریعہ سے اپنے خالق کو نہیں پہچان سکتا تو اس کی روحانی بے بصیرتی میں کیا شک ہے اِسی لئے قرآن پاک میں آیا ہے :

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا

کہ جو اس جہان میں اپنے ربّ کو پہچان نہیں سکا وہ اگلے جہان میں بھی اندھا اُٹھے گا اور اپنے ربّ کے دیدار سے محروم رہے گا۔

لیکن یہ کتنی بدنصیبی ہے کہ انسان علم الاشیاء کے لئے اپنا سارا زور لگا رہا ہے۔ خشکی میں، تری میں اور خلاء میں جو چیزیں ہیں ان کی حقیقت کو جاننے کے لئے ہر وقت سرگرداں ہے اور اس کام میں اپنی جان کو بھی کھپا رہا ہے لیکن اس نے اپنے نفس میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ اس میں کیا ہے۔ اگر وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا تو اسے خدا بھی مِل جاتا کیونکہ وہ اس کے اندر موجود ہے۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

زمین و آسماں کا نُور ہے تُو ⁂ بشر کی آنکھ سے مستور ہے تُو
نگاہ کرتا ہوں دل پر تو ہے نزدیک ⁂ فضا کو دیکھتا ہوں دُور ہے تُو
مجھی میں دے مجھ سے مستور ہو کر ⁂ بہت پاس نکلے بہت دُور ہو کر
اے اقربِ رگ ہائے جان ⁂ اندھا تجھے دیکھے کہاں

لیکن انسان عقل و شعور رکھنے کے باوجود بھی ناآشنا رہا اور اس کی حالت وہی ہے جو کسی نے اِس شعر میں کہی ہے

؎ ہم زمانہ آشنا۔ ہم سے زمانہ آشنا ⁂ اور ہم اپنے لئے بھی اجنبی۔ ناآشنا

اور یہ سچ ہے کہ انسان کو اپنے ربّ کی معرفت حاصل ہو جائے اور وہ جان لے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے اور جزا سزا کا مالک بھی ہے تو اس کے اعمال اور اخلاق درست ہو جائیں۔ یہی معرفت کا فقدان اُسے گناہوں پر مائل کرتا ہے اور وہ اپنے خدا سے دُور ہوتا جا رہا ہے۔ ہر گناہ حجاب ہے، دُوری ہے اور خدا سے بچھڑ جانے کا نام ہے۔ کسی نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے عرض کی کہ نماز میں لطف نہیں آتا۔ طبیعت حاضر نہیں رہتی۔ تو حضور

نے فرمایا :-

"جب خدا کو پہچان لو گے تو نماز ہی نماز میں رہو گے۔ دیکھو انسان کی فطرت ہے کہ خواہ کوئی ادنیٰ سی بات ہو جب اس کو پسند آجاتی ہے تو پھر دل خواہ مخواہ اس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب اللہ تعالیٰ کی شناخت کر لیتا ہے اور اس کے حُسن و احسان کو پسند کرتا ہے تو دِل بے اختیار اس کی طرف دوڑتا ہے۔ بے ذوقی سے ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اصل نماز وہی ہے جس میں خدا کو دیکھتا ہے"۔

پس ذوق اور محبت کی بنیاد معرفت ہے اگر معرفت نہیں تو محبّت نہیں۔ کہتے ہیں کہ ایمان بالغیب سے یقین۔ یقین سے معرفت اور معرفت سے محبت پیدا ہوتی ہے جو نجات کا ثمرہ ہے۔ لیکن آج کا مسلمان گو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے لیکن اس کا دل معرفت سے خالی ہے اگر معرفت ہوتی تو گناہوں پر اتنا دلیر نہ ہوتا آج کا معاشرہ اسی وجہ سے بگڑ گیا ہے۔ ہر طرف فسق و فجور کا دریا بہہ رہا ہے۔ اس کی تو وہی حالت ہے جو مولانا روم نے اپنی ایک حکایت میں لکھی ہے ...... ایک گنوار نے طویلے میں گائے باندھی رات کو شیر آیا اور گائے کھا کر وہیں بیٹھ گیا۔ ابھی رات کی سیاہی دُور نہیں ہوئی تھی کہ گنوار طویلے میں آیا اور اپنی گائے کو ٹٹولنے لگا۔ اندھیرے میں اُس نے شیر کو اپنی گائے سمجھ لیا اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ شیر نے گنوار کی حرکتیں دیکھیں تو دل میں کہا اگر ذرا بھی اُجالا ہوتا اور تُو جان لیتا کہ مَیں شیر ہوں تو تیرا پِتّہ پھٹ جاتا اور دِل خون ہو جاتا۔ پھر اسی طرح گستاخانہ مجھے کھجلانے کی جرأت نہ کرتا۔

اور یہ حقیقت ہے کہ انسان کی تمام بد اعمالیاں خدا کی معرفت کی کمی کی وجہ سے ہیں اگر اسے خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ ذات اس کی نگران ہے اور سرچشمۂ حُسن و احسان بھی ہے تو پھر کبھی اس کے حکم سے سرتابی نہ کرے اور نہ کسی کو اس کی محبت میں شریک کرے۔ اِسی طرح کی ایک روایت تذکرۃ الاولیاء میں آئی ہے لکھا ہے کہ

"ایک عورت حضرت جنید بغدادی کے پاس آئی اور کہا کہ اے شیخ میری مدد کر۔ فرمایا کیسی مدد۔ کہا کہ میرا خاوند دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے اسے روک کہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں۔ فرمایا مائی! خدا نے مرد کو جب چار عورتوں کی اجازت دے رکھی ہے تو مَیں اسے کِس طرح منع کر سکتا ہوں۔ کہنے لگی کہ وہ بدصورت ہے اس میں کوئی اَور خوبی بھی نہیں بھلا اس سے شادی کر کے وہ کیا لے گا۔ فرمایا مائی! مَیں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ شریعت نے اُسے اجازت دے رکھی ہے۔ وہ مختار ہے مَیں کیا کر سکتا ہوں۔ کہنے لگی اے جنید! اگر شریعت کی رکاوٹ نہ ہوتی تو مَیں بے نقاب ہو کر

آپ کو دکھا سکتی کہ میں کتنی حسین ہوں۔ کیا وہ اِس قدر حسین بیوی رکھتے ہوئے دوسری بیوی سے پیار کر سکتا ہے۔ یہ بات سُنکر جنید تڑپ گئے اور ان پر رِقت طاری ہو گئی۔ ذرا سنبھلے تو مریدوں سے کہا یہ عورت ٹھیک کہتی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ اگر دُنیا کی مخلوق مجھے بے پردہ دیکھ سکتی تو وہ کسی اور سے کیسے محبت کر سکتی۔"

حق تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ اے فریب خوردہ انسان میرے نام سے تو طُور چکنا چُور ہو گیا تھا۔ تُو نے تقلیدی طور پر اپنے ماں باپ سے میرا نام سُنا ہے تحقیق کے ساتھ اگر واقف ہو جائے تو تمام گستاخیوں، بد اعمالیوں اور فسق و فجور سے باز آجائے اور یہ حقیقت ہے کہ انسان کی تمام بد اعمالیاں خدا کی معرفت کی کمی کی وجہ سے ہیں۔ اگر اسے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ ذات اس کی نگران ہے اور سرچشمۂ حُسن و احسان بھی ہے تو پھر کبھی اس کے حکم کی سرتابی نہ کرے اور نہ کسی کو اس کی محبت میں شریک کرے۔

غرض خدا تعالیٰ سے معرفت اور تعلق رکھنے والا انسان ہمیشہ آرام میں رہتا ہے۔ اصل چیز یہی ہے کہ بندے کا اپنے مولیٰ سے مضبوط رشتہ جُڑ جائے جو حوادث سے نہ ٹوٹے اور نہ کمزور ہو پھر برکات کا نزول ہوتا ہے دیکھو پھل وہی پکتے ہیں جن کا تعلق شاخ سے قائم رہتا ہے۔ جو پھل ہوا اور آندھی سے گر جائیں وہ بے قیمت ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ایک راہ رکھی ہے وہ راہ کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی اتباع اور قرآن کریم پر سچا عمل۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ پس اس راہ پر مضبوطی سے چلو اور بھٹکتے نہ رہو۔ پھر ایمان سے یقین اور یقین سے معرفت کی منزل میں پہنچ جاؤ گے۔

وصولی چندہ وقفِ جدید کی طرف بھرپور توجّہ فرمائیں

ناظمین اضلاع کرام و زعماء صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وقفِ جدید کا مالی سال ختم ہونے کو ہے اِس لئے مجالس سے چندہ وقفِ جدید جلد از جلد وصول کر کے مرکز میں ارسال فرمائیں۔

ناظمینِ اضلاع کو صفر وصولی والی مجالس کی فہرست بھی از سرِ نو بھجوائی گئی ہے ایسی مجالس سے رابطہ کر کے اُن سے بھی چندہ وقفِ جدید وصول کریں تا ہر مجلس اِس بابرکت تحریک کی برکات سے بہرہ ور ہو سکے۔

(قائد وقفِ جدید مجلس انصار اللہ ربوہ)

سالانہ اجتماعات انصاراللہ

مغربی جرمنی

مغربی جرمنی کا سالانہ اجتماع انصاراللہ مورخہ ۱۲-۱۳ ستمبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوا۔ پہلا اجلاس زیرِ صدارت محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ گیارہ بجے شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد انصاراللہ کا عہد دہرایا گیا۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منظوم کلام کے بعد محترم مولوی صاحب نے انصار بھائیوں سے خطاب فرمایا۔ آپ نے انصاراللہ کے قیام کا مقصد اور انصار بھائیوں کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم عبدالغفور صاحب بھٹی ناظم اعلیٰ انصاراللہ مغربی جرمنی نے محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

رپورٹ انصاراللہ

ھمبرگ :- مکرم ملک شریف احمد صاحب زعیم انصاراللہ ہمبرگ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دورانِ سال ۱۲ ماہانہ اجلاس بلائے گئے۔ حاضری ۵۵ فیصد تھی۔ اس کے علاوہ ۴ خاص اجلاس بلائے گئے۔ ۳۱ عدد سٹال لگائے گئے۔ کتب اور پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے اور جو کتابیں بیچی گئیں ان کی قیمت ۹۵۳ مارک ہے۔ چندہ وصول کر کے مرکز کو بھجوایا گیا جو سال کے دوران ۸۲۷ مارک تھا۔ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں کئی ایک افراد کی مختلف دفاتر میں مدد کی گئی اور مریضوں کی عیادت کی گئی۔

میونخ :- مکرم محمود احمد صاحب زعیم انصاراللہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اپنے ماہانہ اجلاس نہ ہوسکنے میں مشکلات کا ذکر کیا اور کہا کہ ہمارے حلقہ میں دوست بہت فاصلہ پر رہتے ہیں جو کہ تقریباً ۲۵۰ کیلومیٹر پہ پھیلا ہوا ہے۔ اپنے بارے میں انہوں نے بتایا کہ میں بذاتِ خود مرکز سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر رہتا ہوں۔

فرانکفورٹ :- مکرم بشارت احمد صاحب زعیم انصاراللہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ

مَیں چند ماہ پیشتر زعیم انصار اللہ مقرر ہؤا ہوں۔ مَیں ماہانہ اجلاس کی حاضری سے مطمئن نہیں کیونکہ حاضری بہت کم ہوتی ہے اِس لئے کسی لائن پر کام نہیں ہؤا۔ مَیں نے ذاتی طور پر پچھلے دو ماہ میں چار بار اپنے گھر پر جرمنوں، یوگوسلاوین اور چیکوسلاوکین دوستوں کو دعوت وغیرہ پر دینِ حق کا پیغام پہنچایا۔

مندرجہ بالا رپورٹوں کے بعد ناظم اعلیٰ صاحب انصار اللہ مغربی جرمنی نے نفس پر کنٹرول حاصل کرنے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ انسان اپنے نفس پر تب ہی کنٹرول پا سکتا ہے جب وہ مندرجہ ذیل باتوں پر سختی سے عمل کرے یعنی توحیدِ باری تعالیٰ پر کامل یقین، شکر، تسبیح و تحمید کرے۔ والدین کی اطاعت بجا لائے، صحبتِ صالحین، نمازِ باجماعت، عمل بالمعروف، صبر و استقامت، دیانت و امانت، فروتنی اور میانہ روی کو اپنا شعار بنائے۔

کھانے کے بعد ۲ بجے بعد دوپہر مندرجہ ذیل ورزشی مقابلے منعقد ہوئے :۔

۱۰۰ میٹر و ۴۰۰ میٹر دوڑ، گولہ پھینکنا، کلائی پکڑنا، رسّہ کشی، والی بال۔

نمازِ عصر کے بعد مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہؤا۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی اور طعام کے بعد دوستوں کو اجازت دی گئی کہ اگر وہ اپنے رشتہ داروں کو ملنا چاہتے ہیں تو کیمپ سے باہر جا سکتے ہیں۔

دوسرے روز کی کارروائی کا آغاز نمازِ تہجد اور نمازِ فجر کی ادائیگی سے ہؤا۔ بعد ازاں درسِ قرآن پاک ہؤا درس کے بعد پرچہ معلومات ہؤا۔ سات بجے کے قریب تمام دوست سیر کے لئے تشریف لے گئے ۸ بجے سے ۹ بجے تک ناشتہ کیا گیا۔ ۹½ بجے کے قریب دوسرے دن کے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد درج ذیل علمی مقابلہ جات شروع ہوئے :۔ تلاوت کلامِ پاک، نظم، تقریر، لطائف۔

مقابلہ جات کے بعد مشنری انچارج محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے انصار اللہ سے خطاب فرمایا تلاوت سورۃ العصر کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زمانے کی قسم کھاتا ہے۔ انسان وقت کو واپس نہیں لا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے وقت کی قدر و قیمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ انہوں نے ایک مثال دے کر کہ زندگی برف کی مانند ہے کہا کہ باوجود سنبھالنے کے برف پگھل ہی جاتی ہے اسی طرح زندگی بھی یعنی عمر کم ہوتی جاتی ہے۔ عیسائی عقیدہ صرف ایمان پر ہے لیکن قرآن پاک ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر زور دیتا ہے۔ احمدی کا مقصدِ حیات بہت بلند ہے۔ ہم جو انصار ہیں ہمیں سوچتے رہنا چاہیئے کہ ہم نے ہر شعبۂ زندگی میں پہلے سے ترقی کی ہے یا تنزلی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بار بار توجہ دلا رہے ہیں کہ جماعت کا ہر فرد داعی اِلی اللہ بن جائے اِس لئے ہم انصار کو اِس طرف سب سے بڑھ کر قدم اُٹھانا چاہیئے۔

دوپہر کے کھانے اور نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد آخری اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوتِ

قرآن پاک کے بعد مجلسِ سوال و جواب شروع ہوئی۔ سوالات کے جوابات محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے دئے۔ یہ سلسلہ تقریباً دو گھنٹے تک چلتا رہا۔ اس کے بعد انعامات تقسیم محترم امیر صاحب جماعت مغربی جرمنی نے اختتامی خطاب فرمایا جس کے بعد دعا ہوئی اور یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

سیکنڈے نیوین ممالک

مورخہ ۶-۷ رجون ۱۹۸۷ء کو سیکنڈے نیوین ممالک (ڈنمارک، سویڈن، ناروے) نے امسال اپنا سالانہ اجتماع مشترکہ طور پر منانے کا فیصلہ کیا اور اس میں انصار، خدام، اطفال، ممبرات لجنہ اور ناصرات تمام ذیلی تنظیموں نے مشترکہ طور پر حصہ لیا۔ اس کے انتظامات کے لئے ایک اجتماعی کمیٹی بنائی گئی تھی جنہوں نے کئی اجلاسات کے بعد انتظامات کو آخری شکل دی اور مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے مقامی احباب سے رابطہ رکھا گیا۔ مردوں کی کل تعداد ۱۳۱ تھی جن میں سے ۳۵ انصار تھے۔ تمام مشنری صاحبان نے نہ صرف مختلف علمی اور ورزشی مقابلوں میں حصہ لیا بلکہ ریفری کے فرائض بھی سرانجام دئے۔

پہلا اجلاس مکرم ہنسن صاحب امیر جماعت ڈنمارک کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد نیشنل قائد صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں زعیم اعلیٰ صاحب نے محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا پیغام پڑھ کر سنایا اور محترم صدر صاحب اجلاس نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور تمام پروگراموں میں دلچسپی سے حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد درج ذیل ورزشی مقابلے ہوئے: ۱۰۰ میٹر، ۴۰۰ میٹر دوڑ، لمبی چھلانگ، گولہ پھینکنا، کلائی پکڑنا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد فٹ بال اور میرو ڈبہ کے مقابلے ہوئے۔ ان مقابلوں میں انصار نے بھی بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ طعام کے بعد سکول ہال میں مختلف ممالک کے عہدیداران کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف مشورے ہوئے اور دعوت الی اللہ کے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا نیز اس کو مزید وسیع کرنے کی تدابیر سوچی گئیں اور ہر سال ایک اجتماع منعقد کرنے کی تجویز ہوئی۔

آخر میں مجلس ارشاد منعقد ہوئی جس میں ہمارے مشنری صاحبان نے مجلس سوال و جواب منعقد کر کے سوالات کے جوابات دیئے۔ طعام پر بعض ڈینش غیر از جماعت دوستوں کو دعوت دی ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے بھی سوالات کئے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ نماز مغرب و عشاء پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز کی کارروائی کا آغاز نمازِ تہجد اور نمازِ فجر کے بعد درس القرآن اور درس الحدیث سے ہوا۔ ناشتہ کے بعد اس روز کے اجلاس کی کارروائی سکول ہال میں شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد درج ذیل

علمی مقابلے ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم، اذان، نظم، تقریر اور زبانی انٹرویو دینی معلومات ـــــ اسی طرح تحریری طور پر بھی دینی معلومات کا ٹسٹ لیا گیا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد سیکنڈے نیوین تاریخ کا نمایاں اختتامی اجلاس سب سے پہلے مشنری کی زیرِ صدارت شروع ہؤا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد ہر ملک کے زعیمِ اعلیٰ صاحب نے اپنے اپنے ملک کی رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں ہنسن صاحب نے اپنی تقریر میں ایسے مواقع سے صحیح استفادہ کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ایسی تجاویز بتائیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے معیار کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

صدارتی خطبہ مکرم سید کمال یوسف صاحب نے دیا جس میں انہوں نے ان ممالک میں جماعتِ احمدیہ کی ابتدائی تاریخ پر روشنی ڈالی اور مکرم عبدالسلام صاحب میڈسن کی تراجم کے ضمن میں گرانقدر خدمات کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد اسیرانِ راہِ مولیٰ اور خادمانِ احمدیت کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ انہوں نے سالانہ رپورٹس کے مرتب کرنے کے بارہ میں زرّیں ہدایات سے نوازا۔

اس کے بعد انہوں نے انعامات تقسیم فرمائے اور ایک لمبی اجتماعی دعا کے بعد یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہؤا۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اِس اجتماع کے لنگر کا انتظام انصار اللہ نے سنبھالا اور مکرم احمد بشارت صاحب نے اپنے بچّوں کے عقیقے کا اِس موقع پر اہتمام کر کے گوشت کا اِنتظام فرمایا۔

بنگلہ دیش

مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کا سالانہ اجتماع مورخہ ۸-۹ ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہؤا۔

۸ ر اکتوبر کو دس بجے صبح افتتاحی اجلاس مکرم محمد مصطفےٰ علی صاحب نیشنل امیر بنگلہ دیش کی زیرِ صدارت ہؤا ۲۸/۵۶ مجالس کے دو صد انصار نے شمولیت کی۔

مختلف انصار نے درج ذیل مضامین پر حاضرین سے خطاب فرمایا:-

خاتم النّبیّین، مجلس انصار اللہ کے فرائض اور ذمہ داریاں، حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ، اطاعتِ نظام، مذہب کے نام پر خون، برکاتِ خلافت، سلسلہ احمدیہ پر بعض اعتراضات کے جوابات۔

اختتامی اجلاس مورخہ ۹ ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو نمازِ جمعہ کے بعد شروع ہؤا۔ اِس اجلاس میں ۳۰۰ انصار شریک ہوئے۔ مکرم امیر صاحب بنگلہ دیش نے انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب سے نوازا۔

اِس اجلاس میں بعض مقررین نے مکرم مولانا محمد صاحب کی گرانقدر خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا اور

نماز جنازہ غائب بھی پڑھی گئی۔ آپ کی وفات ۵ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو احمد نگر میں ہوئی تھی۔

بعد دعا یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوُا۔

تعلیم القرآن کلاس بنگلہ دیش

مورخہ ۲ تا ۷ر اکتوبر ۱۹۸۷ء تعلیم القرآن کلاس منعقد ہوئی۔ مکرم محمد مصطفےٰ علی صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ بنگلہ دیش اور نائب صدر انصار اللہ نے اِس کلاس کا افتتاح فرمایا۔ $\frac{23}{56}$ مجالس کے ۴۹ انصار نے اِس کلاس میں شرکت کی۔

مکرم مصطفےٰ علی صاحب کے علاوہ تدریس کے فرائض درج ذیل احباب کرام نے انجام دیئے :-

مکرم ڈاکٹر عبد الصمد خان چوہدری صاحب، مکرم محمد خلیل الرحمٰن صاحب، مکرم مولانا عبد العزیز صاحب صادق، مکرم اے۔ کے رضاء الکریم صاحب، مکرم احمد توفیق چوہدری صاحب، مکرم حافظ سکندر علی صاحب، مکرم جلال الدین احمد صاحب، مکرم محمد صلاح الدین صاحب کھنڈکر، مکرم مظہر الحق صاحب، مکرم اے۔ ٹی حق صاحب۔

کلاس میں درج ذیل مضامین پڑھائے گئے :-

قرآن کریم، حدیث، کتب حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ، اختلافی مسائل، مجلس سوال و جواب۔

درجِ ذیل علمی مقابلے کروائے گئے :-

تلاوت قرآن کریم، پرچہ دینی معلومات، اذان اور تقریر

نیز روزانہ نمازِ تہجّد ادا کی جاتی رہی۔

سَو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالسِ انصار اللہ کی دعائیہ فہرست

مجالس کی سہولت کے پیشِ نظر سَو فیصد بجٹ ادا کرنے کی تاریخ ۱۵ر نومبر سے بڑھا کر ۱۵ر دسمبر کر دی گئی ہے اب جو مجالس ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۷ء تک اپنے بجٹ سَو فیصد ادا کر دیں گی ان کے نام اس دعائیہ فہرست میں شامل کئے جائیں گے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کی جائے گی۔ زعماء صاحبان اس فہرست میں شمولیت کی بھرپور سعی فرمائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

قرارِدادِ تعزیت

ہم ممبران عاملہ مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم سیّد سیّد احمد صاحب ناصر ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ناگہانی اور پُردرد وفات پر گہرے دلی صدمہ اور رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم سید صاحب نے ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء کو قادیان میں تولّد کیا۔ نوعمری میں ہی والد ماجد کی رحلت کا صدمہ اُٹھانا پڑا۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۵۴ء میں ملازمت کے سِلسلہ میں کینیا مشرقی افریقہ تشریف لے گئے اور طویل عرصہ وہاں مقیم رہے۔ وہاں عرصہ اقامت کے دوران مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمات سرانجام دینے کی بھرپور توفیق پائی۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کی شادی محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی سے ہوئی۔

۱۹۶۹ء میں کینیا سے مراجعت کے بعد بسلسلہ ملازمت آپ نے راولپنڈی اور بعد میں کراچی میں اقامت اختیار فرمائی۔ حسبِ معمول کراچی میں بھی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے رہے۔ مرحوم قیامِ نماز کے لئے مقدور بھر سرگرم اور مستعد رہتے۔ نہ صرف خود نماز باجماعت کا تعہد کرتے بلکہ دوسروں کو بھی نماز باجماعت کا عادی بنانے میں بڑی حکمت اور موعظتِ حسنہ کے ساتھ کوشاں رہتے چنانچہ اب بھی ان کی رہائش گاہ مرکزِ نماز کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت اور تدبّر کا التزام رکھتے۔ ہر رمضان میں درسِ قرآن کریم کا اہتمام فرماتے تھے۔

۱۹۸۱ء میں پہلی بار آپ کو دِل کا دَورہ ہوّا تھا کئی دن تک حالت نازک رہی مگر اللہ تعالیٰ نے از سرِ نَو زندگی عطا فرمائی اسی سِلسلہ میں اگلے سال دل کا بائی پاس اپریشن بھی ہوُا۔ مرحوم نہایت نفیس، منکسر المزاج، ملنسار اور مرنجاں مرنج طبیعت رکھنے والے تھے۔ مہمان نوازی، فراخدلی اور عالی حوصلگی میں خاص مقام تھا۔ بڑے شفیق اور رحم دل تھے بچّوں سے بطورِ خاص پیار اور اُنس تھا۔ اس نیک، متقی اور وفاشعار بندے کی خلافت سے گہری وابستگی اور دلی عقیدت کا تعلق رہا۔ مرحوم طبیعت کی نرمی اور انکسار کے باوجود عمدہ انتظامی قابلیّت رکھتے تھے۔ آپ پاک سوزوکی میں ملازم تھے اور ترقی کرتے کرتے سینئر مارکیٹنگ مینجر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ کمپنی آپ کی قابل اور پُر استعداد خدمات کی معترف تھی۔ آجکل آپ اسی سلسلہ میں کمپنی کی دعوت پر جاپان کے دَورہ پر تھے۔ مرحوم ۲۶۔ اکتوبر کو کراچی سے روانہ ہوئے تھے اور ٹوکیو میں ۲۸ اکتوبر بوقت صبح اچانک دل کا شدید حملہ ہوُا فوری طبّی امداد پہنچائی گئی مگر کارگر نہ ہوئی اور آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ رٰجعون

مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں چار دیواری کے اندر تدفین کی سعادت ملی۔

آپ حضرت سیّدہ اُمِّ متین صاحبہ کے بھائی تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، تین صاحبزادے اور دُو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔ سب سے بڑے صاحبزادے سیّد طاہر احمد صاحب واقفِ زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمت بجا لا رہے ہیں نیز عاملہ مرکزیہ مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور مہتمم تحریکِ جدید خدمت سے بہرہ یاب ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت فرمائے اور دارالرضا میں داخل کرے۔ نیز پسماندگان اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور اپنے آباء کے نیک نمونہ کو قائم رکھنے والے ہوں۔ آمین ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر

ہم ہیں ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خریداران ماہنامہ انصار اللہ سے التماس

دفتر ماہنامہ انصار اللہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ بروقت رسالہ شائع کر کے باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ اپنے قارئین کی خدمت میں بھجوائے۔ دفتر اس ذمہ داری کی بصورت احسن ادائیگی میں کوشاں رہتا ہے۔ رسالہ آپ تک پہنچانے میں صرف دفتر کا دخل نہیں بلکہ اَور عوامل بھی کارفرما ہیں بھول چُوک سے بھی ہم مستثنیٰ نہیں اگر کسی ماہ کے آخر تک آپ کی خدمت میں رسالہ نہ پہنچے تو میری درخواست ہے کہ فوراً ہمیں بذریعہ خط اطلاع دیں انشاء اللہ پرچہ آپ کی خدمت میں دوبارہ بھجوا دیا جائے گا۔ تاخیر سے پچھلے پرچوں کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

(مینجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

ایمانی قوّت

"مگر آخری زمانہ اوّل زمانہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ اُس زمانہ کے لوگوں پر غربت طاری ہو جائے گی اور بجز ایمانی قوّت کے اَور کوئی سہارا بلاؤں کے مقابلہ پر اُن کے لئے نہ ہوگا۔ سو ان کا ایمان خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا مضبوط اور ثابت ہوگا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اس کو زمین پر لے آتے یعنی ان پر زلزلے آئیں گے اور وہ آزمائے جائیں گے اور سخت فتنے ان کو گھیریں گے لیکن وہ ایسے ثابت قدم نکلیں گے کہ اگر ایمان افلاک پر بھی ہوتا تب بھی اُس کو نہ چھوڑتے .....

اُن کا ایمان ان دلوں میں بڑے زور میں ہوگا اور خدا تعالیٰ کے لئے بلاکشی کی ان میں بہت قوّت ہوگی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہوگا نہ کوئی خوف ان کے لئے مانع ہوگا اور نہ کوئی دنیوی امید اُن کو سُست کرے گی اور ایمانی قوّت انہیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ ایسی آزمائشوں کے وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت نکلے"

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲)